اللہ
اسم ذات اقدس
تصنیف
حضرت مولانا غلام ربانیؒ
ادارہ بلاغ الناس

پیش لفظ

رفیق محترم مولانا محمد سلیمان صاحب نے ایک چھوٹی سی کتاب عنایت کی اور فرمایا یہ کتاب میرے استاد محترم حضرت مولانا غلام ربانی صاحب مدظلہ کی تصنیف ہے۔ جنکی ذات میں اللہ کریم نے علم و عرفان کا امتزاج ایک انوکھے انداز میں فرمایا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کرو۔

میں نے عنوان دیکھا "اسم ذات" سلوک و تصوف سے جسکو معمولی سا لگاؤ ہو یہ عنوان دیکھ کر اس کا خیال لازماً ذات اقدس کے اسم ذاتی کی طرف ہی جاتا ہے۔ اور جسے نقشبندیہ کی مجلس میں بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی ہو۔ اسکی چشم تصور کے سامنے اسم ذات کے لفظ سے مسمٰی کی صفات اس انداز سے آنے لگتی ہیں۔ کہ وہ بے اختیار زبان سے کہہ اٹھتا ہے۔ **ھو الاول والاخر** ۔ وہی مصدر حیات ہے۔ وہی مقصد حیات ہے۔ تصوف و سلوک کی حقیقت اس کے سوا کیا ہے۔ کہ انسان کی باطنی اور روحانی تربیت اس طرح ہو جائے کہ **ھو الاول والاخر** کی حقیقت باہر سے اسکے ذہن میں آنے کی بجائے اندر سے اسکے قلب کی گہرائیوں سے ابھرنے لگے اور یہ علمی نظریہ ایک حقیقت ثابتہ بن جائے۔ **ھو الاول والآخر لا مقصود الا اللہ لا مطلوب الا اللہ**

متن کتاب کا مطالعہ کیا تو ذہن میں ایک عجیب الجھن پیدا ہوئی۔ کہ رفیق محترم نے اسے تصنیف تو کہہ دیا مگر یہاں فلسفہ نہ کلام، نہ استدلال عقلی، نہ دلیل نقلی، تحقیق متعارف کا انداز نہ ریسرچ۔ یوں محسوس ہوا۔ جیسے کتاب کے اندر سے آواز آرہی ہو ؎

میں کہتا ہوں دل کی باتیں تم کرتے ہو بات کتابی

مگر دل کی باتیں کہاں۔ اسکی تو ایک ہی بات ہے۔ اور وہ ہے محبت جبھی تو اہل دل کہہ گئے ہیں۔۔ ؎

ما قصۂ سکندر و دارا نہ خواندہ ایم

از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

یعنی دل وہ ظرف ہے جس کا مظروف محبت کے سوا کوئی موزوں ہی نہیں۔ لیکن محبوب کون؟
اور محبت کس کی؟ اقبال لاہوری کو اہل عصر سے یہی شکایت رہی کہ ؏

دلے دارند و محبوبے ندارند

ظرف ہے مگر خالی۔ مظروف ہے مگر کوئی متلاشی بھی تو ہو۔ عنوان کتاب کیا ہے۔ گویا محبوب کی نشاندہی۔ مقصود کا سراغ۔ وہی جس نے خود اپنی محبوبیت کا اعلان فرمادیا۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۔ یعنی دل وہی جو اس کی محبت سے لبریز ہو۔ اہل دل وہی ہے جو اسی نشے میں سرشار ہو۔ ورنہ بدونہا خرط القتاد۔

محبوب ایسا کہ اس کی جدائی کا اندیشہ نہیں هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ ۔ اس پر قرب کا یہ عالم کہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۔ اب کون کہے کہ ؎

وداع و وصل جداگانہ لذتے دارد

ہزار بار برو صد ہزار بار بیا

یہاں تو جانے کا کھٹکا نہ آنے کا سوال یہ قرب ہے معیت ہے۔ فراق نہیں۔ ہجر نہیں۔ بُعد نہیں۔ مگر غم حیات اور غم روزگار بھی عجیب فتنہ ہے۔ اُدھر سے دوری تو نہیں اِدھر سے غفلت کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ غفلت سراسر ظلمت ہے اور ظلمت ساتر نور ہے ممکن ہے "ہزار بار برو" میں اسی کیفیت کا اظہار ہو۔ مگر ذکر حبیب سراپا نور ہے۔ اور نور رافع ظلمت ہے اسی لیے کہا گیا ہے کہ "صد ہزار بار بیا" ہاں تو رفتن کے ساتھ ہزار بار اور آمدن کے ساتھ صد ہزار بار کہنا بھی محبت ہی کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ ۔

اس معیت اور قرب کے ساتھ ہو الظاہر ایسا کہ ہر ذرے میں اس کا جلوہ نظر آئے بشرطیکہ چشم

بیناہو کیونکہ ؎

چشم بینا اور ہے چشم تماشا اور ہے

اور ہو الباطن ایسا کہ اس کی کنہ کا نشان تک نہ مل سکے۔ واقعی وہ ذات اقدس سے اور یہی مقام تقدیس ہے۔

مطالعہ کے بعد کتاب مولانا کے پیش کی۔ مستعار جو تھی فرمایا یہ کتاب نئے سرے سے لکھو حضرت استاذ محترم کے کچھ اور ملفوظات لکھی ہیں۔ سب کو یکجا کر کے ترتیب دے دو۔ چنانچہ کام کی ابتدا کر دی۔ شروع میں کہیں کہیں اپنی طرف سے اضافے کئے۔ جو الفاظ کے اعتبار سے اضافے ہیں مفہوم کے اعتبار سے متن ہی کا حصہ ہیں۔ ایسے ٹکڑے قوسین میں لکھ دیئے۔

ان دنوں رسائل مجددیہ زیر مطالعہ تھے۔ ایک مقام پر حضرت مجددؒ نے ایک نکتہ بیان فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ اہل دل جب کوئی بات کہتے ہیں۔ تو اس میں آورد، تصنع، تکلف اور بناوٹ نہیں ہوتی۔ زبان بالکل سادہ ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص انکے کلام میں ادبی اعتبار سے کوئی تبدیلی کر دے یا شعری سقم دور کر دے تو بظاہر کلام معیاری ہو جاتا ہے۔ مگر اس کا اثر خاک بھی نہیں رہتا۔

واقعی سچ کہا کسی نے از دل خیزد بر دل ریزد

اس نظم و نثر کو اسی حالت پر برقرار رہنے دیا جو صاحب دل عارف کی زبان سے ادا ہوا

دوسری بات جو اس کتاب کی ترتیب میں محسوس ہوئی۔ وہ کچھ ایسی ہے جو حضرت ذوالنون مصری فرما گئے ہیں کہ :-

صوفی وہ ہے کہ جب وہ بات کرے تو اس کی گفتگو اس کے حال کے مطابق ہو"

یہ گفتگو تو یوں لگتی ہے جیسے ساری کی ساری حال ہی ہے

ایں سخن را کشتی و دریا جدا است

می شناسد ہر کہ از وے آشنا است

تیسرا احساس وہ ہوا جس کا ذکر حضرت تھانویؒ نے الفصل والانفصال میں فرمایا کہ :-

"نقشبندیہ کے ہاں تصرف اور توجہ بہت زیادہ ہے۔ یہ حضرات سلاطین ہیں یہ دوسروں پر بھی تصرف کرتے ہیں اور چشتیہ مساکین ہیں ان کا سارا تصرف اپنی ذات پر ہوتا ہے۔

کتاب مکمل کر کے رفیق محترم مولانا کو پیش کر دی۔ کہنے لگے کہ ایک تو اپنے نام سے اس کا پیش لفظ لکھو۔ دوسرا اسکی طباعت کا انتظام کرو۔ پہلے حکم کی تعمیل کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ ریشم کے کپڑے میں ٹاٹ کا پیوند لگا دوں۔ مگر نقشبندیہ سے نسبت ہونے کی برکت سے ممکن ہے یہ پیوند بھی اجنبیت کا تاثر پیدا نہ ہونے دے۔ نقشبندیہ مجددیہ اور نقشبندیہ اولیسیہ ایک ہی شاخ کے دو پھول ہیں۔ رنگ جدا ہے۔ خوشبو وہی ہے۔ یہ اختلاف الوان بھی کچھ ایسا نہیں کہ غیریت کا احساس ہو۔ بس ایک کے ہاں توحید کے رنگ کا غلبہ ہے۔ دوسرے کے ہاں رسالت کا رنگ غالب ہے۔ اور حال یہ ہے کہ ؎

محبت چوں تمام افتد رقابت از میاں خیزد
بطوف شمع پروانہ با پروانہ می سازد

چنانچہ مولانا کے حکم کی تعمیل کر دی۔

رہا طباعت کا معاملہ تو مرد قلندر حکیم محمد بشیر صاحب کی سیماب صفت اور فعّال شخصیت نے یہ کام اپنے ذمے لے لیا۔ اور کتاب طبع ہو کر آپ کے ہاتھ میں پہنچ گئی ہے۔

بیا بہ مجلس اقبال و یک دو ساغر کش
اگرچہ سر نتراشد قلندری داند

بندہ عاصی

(حافظ) عبدالرزاق ایم۔ اے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللھم ارزقنا حبك وحب من يحبك

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم الانبیاء والمرسلین

امابعد یہ چند اوراق اس جل جلالہ و تقدس کے ذکر کے متعلق لکھے گئے ہیں جس کی صفت یکتائی اور جس کی خاصیت جلال وکبریائی، عظمت و بلندی، بزرگی و زیبائی ہے اس کے کمال سے کوئی آگاہ نہیں اور اس کی عرفانی حقیقت میں کسی کو راہ نہیں۔ اس کی حمد وثناء میں قاصر ہونے کا اعتراف کرنا فرشتوں اور پیغمبروں کی ثناء ہے اس کے قرب و جمال کی تلاش میں۔ گردن رہنما سالکوں اور مریدوں کی انتہا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام جو ہمارے رہبر و رہنما ہیں اور اسرار الٰہی کے امانت دار اور درگاہ خداوندی کے برگزیدہ اور آپ کے اصحاب اور اہل بیت پر درود ہو۔

واضح ہو کہ انسان کھیل کود کے لیے یا عبث پیدا نہیں کیا گیا بلکہ ایک بلند نصب العین اور اعلیٰ مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے اگرچہ انسان ازلی نہیں مگر ابدی ضرور ہے اگرچہ اس کا جسم خاکی اور بے وقعت ہے مگر اس کی روح کی حقیقت بلند درجہ رکھتی ہے اور اس کی ذات اگرچہ ابتداء کے اعتبار سے درندے اور شیاطین سے تعلق رکھتی ہے مگر اللہ کے ذکر سے تمام میل کچیل دھل جاتا ہے اور اس کی انتہا درگاہ الٰہی کے قرب کے لائق ہو جاتی ہے اسفل السافلین سے اعلیٰ علیین تک تمام نشیب و فراز سے گذرنا اسی کا کام ہے گویا انسان کی تخلیق کا لب لباب اللہ کی یاد ہے (اور یہی نکتہ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ میں پوشیدہ ہے) نماز جو اسلام کا ستون ہے اس کا مقصد اللہ کا ذکر ہے (اقم الصلوٰۃ لذکری) اور فرمایا ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر یعنی نماز انسان کو خواہشات

کی غلامی اور برائیوں سے روکتی ہے اور بلاشبہ اللہ کا ذکر سب سے بالا ہے اور
قرآن مجید کی تلاوت اس وجہ سے افضل ترین عبادت ہے کہ وہ اللہ کا کلام ہے
اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کی تازگی کا سبب ہے اور روزہ کا مقصد خواہشات کا توڑنا
ہے تاکہ دل خواہشات کی زحمت سے نجات پائے اور اللہ کے ذکر کی قرارگاہ بنے
لعلکم تتقون میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے) حج کا مقصد خانہ خدا کی زیارت ہے
جس سے خداوند خانہ کی یاد اور اس کے دیدار کا شوق بڑھتا ہے (فاذکروا اللہ عند
المشعر الحرام واذکروہ کما ھدٰکم میں اسی طرف رہنمائی کی گئی ہے) پس تمام عبادتوں
کا راز اور مقصد ذکر الٰہی ہے اور مسلمانی اصل کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے اور یہ افضل الذکر ہے
اسی لئے فرمایا فاذکرونی اذکرکم مجھے یاد کرو تاکہ میں تمہیں یاد کروں (ذکر الٰہی کا نقد
ثمرہ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ رب العالمین جو اغنیاء سے پاک ہے اپنے
محتاج بندے کو یاد کرے) یہ یاد الٰہی دائمی ہونی چاہیئے کیونکہ فلاح اسی سے وابستہ
ہے جیسا کہ فرمایا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون یعنی اللہ کو کثرت سے یاد
کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ اگر فلاح کی خواہش رکھتے ہو تو کثرت سے اور ہر حال میں ذکر کرو
اس لئے فرمایا الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبھم
فلاح کی عظمت اور بلندی کا یہ عالم ہے کہ انسان کی پوری زندگی اس کی لپیٹ میں آتی
ہے دنیوی زندگی میں فلاح یوں حاصل ہوگی کہ غیر اللہ کی محبت اور اللہ سے دور
کرنے والے علائق سے نجات ہو جائیگی اور اخروی زندگی میں فلاح کی صورت انعامات
الٰہی ہیں جو ما لا عین رأت ولا اذن سمعت کہ انسان کے وہم و خیال میں بھی نہیں آ سکتے
سب سے بڑھ کر یہ کہ رضائے الٰہی حاصل ہوگی عتاب خداوندی سے بچ جائے
گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو کھڑے بیٹھے لیٹے کسی حال میں
بھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں رہتے اور فرمایا واذکر ربک فی نفسک تضرعا

وخفیۃ ودون الجھر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغافلین
یعنی اللہ کو اپنے دل میں عاجزی سے ڈرتے ہوئے پوشیدہ طور پر صبح وشام
یاد کرو اور کسی وقت بھی غافل نہ ہو اور اللہ کی یاد سے غفلت برتنے سے باز
رکھنے کے لئے اس حد تک ڈرایا گیا کہ ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ یعنی اللہ
کو بھلا دینا تو ایک طرف ان لوگوں جیسا بھی نہ بننا جو اسے بھلا بیٹھے ہیں اور
اس غفلت کا نقصان بھی بیان فرما دیا کہ فانسٰھم انفسھم یعنی ان سے اپنی ذات
کے لئے نفع ونقصان کا فہم بھی سلب کر لیا گیا اور اعلان کر دیا کہ اولٰئک
ھم الفاسقون یعنی اللہ کے نافرمان تو یہی لوگ ہیں پھر فرمایا کہ ومن اعرض
عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمٰی یعنی اللہ کی یاد سے
پہلو تہی کرنے والوں کو نہ یہاں چین میسر آئے گا نہ وہاں سکون ملے گا
پھر غفلت کو ایک متعدی مرض قرار دیتے ہوئے تنبیہ فرمائی کہ فاعرض عن
من تولّٰی عن ذکرنا یعنی جو شخص ہمیں بھلا بیٹھا ہے اس سے بچ
کے رہو ورنہ ایسے لوگوں کی صحبت تمہیں بھی لے ڈوبے گی۔

لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا عمل افضل ہے
فرمایا جب تو مرے تو تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔ حضرت معاذ
بن جبلؓ فرماتے ہیں اہل بہشت کو کسی چیز کی حسرت نہ ہوگی مگر دنیا کی اس گھڑی
کے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل رہے۔

جملہ سالکان طریقت اور شائقین تصوف کو خصوصاً اور عام مسلمانوں کو
عموماً اس کتاب کا مطالعہ کرنا انشاء اللہ مفید ہوگا۔ اگر کسی جگہ کوئی غلطی یا
خامی ہو تو حق تعالیٰ معاف فرمائے اور اس ناچیز کوشش کو قبول فرما کر جملہ متعلقین
وذاکرین کی مغفرت کا ذریعہ بنائے آمین!

مرتب
یکم محرم ۱۳۹۷ھ

حقیقت ارادۂ ذکر اللہ
معرفۂ ارادۂ دل
دریائے وحدت
دریائے توحید
ذات
باھوت
ھاھوت
لاھوت
صفات الاسماء
افعال
جبروت
ملکوت
ناسوت
آثار دنیا اجسام
۲۰ معرفت ذات بلا واسطہ
۱۹ معرفت ذات بالواسطہ
۱۸ حقیقت معرفت صفات
۱۷ حقیقت احمدی
۱۶ حقیقت محمدی
۱۵ حقیقت حیرت
۱۴ حقیقت شہود
۱۳ حقیقت دعوت
۱۲ حقیقت صلوٰۃ
۱۱ حقیقت قرآن
۱۰ حقیقت کعبہ
۹ سیر نفس
۸ قلب لقا
۷ قلب فنا
۶ سلطان ذکر
۵ لطیفہ اخفیٰ
۴ لطیفہ خفی
۳ لطیفہ روحی
۲ لطیفہ سری
۱ لطیفہ قلب
قد انسان اسمِ ذات ہے، چنانچہ اسم ذات میں پانچ الف
ہیں اور انسان کا قد ان پانچ الفوں سے مرکب ہے
۱ دونوں ہاتھوں کی پانچ پانچ انگلیاں
۲ یعنی دو اسمِ ذات
۳ دونوں پاؤں کی پانچ پانچ انگلیاں
۴
۵ قدِ انسان ،
یہ کل ۵ اسمائے ذات
ہوئے بشکل یہ ہے
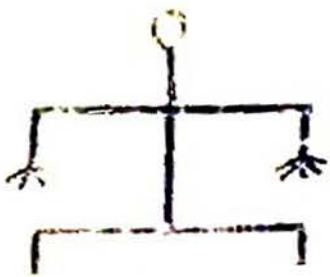
قلب (ق)

قاف تا قاف است روز حرفِ قاف
غرب تا شرق است شورِ حرفِ قاف

قابِ قوسین از قیامِ حرفِ قاف
قرب اطرافی ز قابِ حرفِ قاف

حرفِ قاب اندر دلنی فانی شده
قربِ امرے بے چگونِ باقی شده

در تدلّیٰ شد حوالہ بارِ اُو
گشته تدبیرِ الٰہی یارِ اُو

دلِ چوں از دیدار برخوردار شد
منظر و ناظر که صد نقش کار شد

(ل)

مظہر لطف لطیف حرفِ لام
شرهٔ نورِ ہُدا در عطفِ لام

نور ایمان برق استعداد لام
در سویدا گشته مکنوں ایں نظام

نافی شرک است لامِ لا الٰہ
مثبت توحید صنم لامِ الٰہ

گاه مثبت نافی حرفِ لام
گاه ناظر گاه حاضر حرفِ لام

شرک و توحید از خواصِ حرفِ لام
دین اندر لا و اِلّا شد تمام

حرفِ با شد ابتدائے اسمِ ذات
اسمِ ذات آمد دلیلِ قربِ ذات

بر ارادہ جلوہ گیں شد برقِ بار
از ہدایت از ضلالت فرقِ بار

قلب شد نامیدہ امکانی ارادہ
از ارادہ امر تبدیلِ ارادہ

گاہ رنگش از ہدایت می بود
گاہ رنگش از ضلالت می بود

از دو گونہ رنگِ اراد الامان
رشدِ الحاکم نصیب ربِّ المنان

ثبتِ اقدام ز زلزالِ اراد
نصرتم یارب ز اشرارِ اراد

بر در توحید دائم تا معاد
استوارم دار با یوم التناد

نیت آمد بہرہ ور اندر عمل
عزم آمد کار مگر اندر عمل

اسمِ محمدؐ
م
م
دائرہ میم اول
م
دائرہ حرف حا
ح
دائرہ میم ثانی
م
دائرہ حرف دال
د
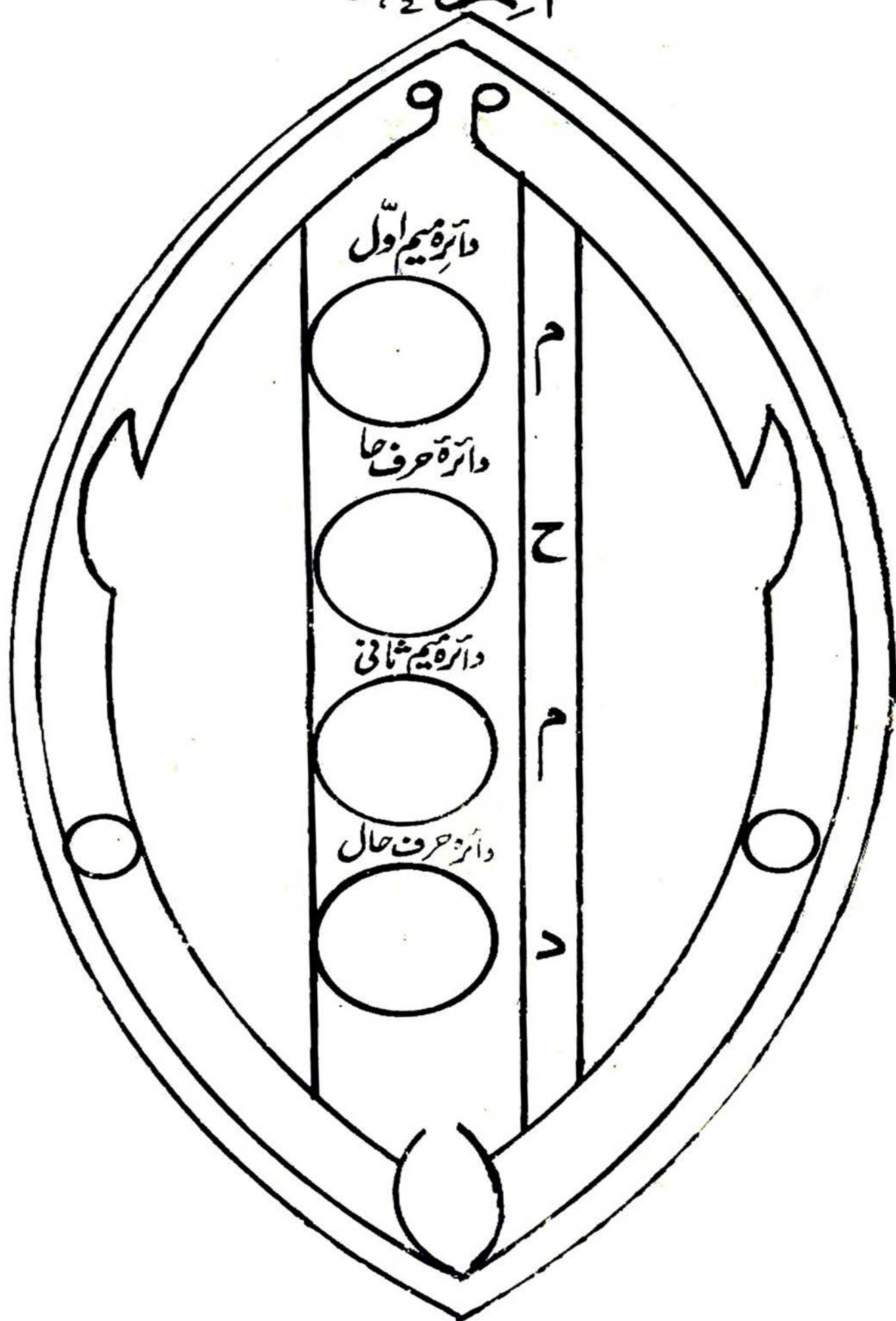
اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عرفانِ محمدی

جسم پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
معناً جامع امکان ہے کیونکہ امکان کا ہر
ذرہ اسی سے فیضیاب ہے چنانچہ ذات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمت عالم ہے
معناً اور اسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
صورت معنی رحمت ہے یعنی اسم صوری
رحمت ہے اور جسم معنوی رحمت ہے
منازل قرب عام حضورؐ کی اتباع میں
ختم ہے اور رضائے ذات اقدس حضورؐ
کی محبت ذات میں ختم اور اتباع دستور
سنت وصال ہے اور شرط وجدان ورضوان
من اللہ ہے

هوالحبیب الذی ترجی شفاعته
لکلِ هول من الاهوال مقتحم

م - دائرہ میم اوّل

مالک الملک — لاہوت
ذات اقدس — احدیت
مرتبہ لاتعین

ح - دائرہ حا

صفات ذات — وحدت
جلالیت جبروتی — جبروتی
مرتبہ تعین اولی
وتمیز حقیقت
محمدی

م - دائرہ میم ثانی

اسمائے حسنیٰ — ملکوتی افعال
مقام تعارف — مرتبہ واحدیت
وتمیز

د - دائرہ حرفِ دال

مخلوق — آثار وامکان
عالم اجساد — واجساد ناسوتی
کثرت — مقام کثرت
وشہادت

اسم محمد میں پانچ الف ہیں تو اسم محمد بھی اسم ذات ہے۔

الف اوّل :- میم مدور — الف ثالث :- میم ثانی مدور

الف دوم :- حا مدور — الف رابع :- د خمیدہ

الف پنجم :- ترکیب اسم شریف محمد

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ

کلمہ کا جزو اوّل قانون مکی ہے بلا واسطہ اور جزو ثانی مدنی ہے بالواسطہ۔

معنی محمدؐ۔ ستودہ شدہ بر اوصاف جلالی و جمالی و کمالی موہوباً و کسباً عبادت ہے عمل ہے اور توفیق ہے اور ذات مظہر جامع مظہر ہے اوصاف باری جل شانہ کا اورخلق عظیم ہے قلب سلیم ہے۔

معنی رسول اللہ :۔ نزول ہدایت مجسمہ و رحمت مصورہ الی الخلق و شرط قبول عبادت مصورہ من الخلق الی اللہ

لفظ محمد :۔ لفظ محمد نقطۂ دائرہ توحید ہے اور لفظ رسول انتہائے دائرہ توحید ہے چنانچہ رسول دو دعوتوں کا رمز ہے ایک دعوت من اللہ الی الخلق دوم دعوت من الخلق الی اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ   رحمٰن   رحیم

یہ اسم اللہ جل شانہ کا اسم ذاتی ہے تمام اسماء کا معنوی شان ہے اسمائے جلالی اور اسمائے جمالی اِس اسم واحد کے مظاہر ہیں نہ اس سے جدا نہ اس سے یکتا۔ ہر اسم ظاہری معنوی طرف اسم ذات ہے اور صوری مظہری طرف غیر ہے لیکن مستقل نہیں بلکہ اسم ذات کا عکس ہے چنانچہ کریم اسم ہے اور کرم صفت ہے اور موصوف اس صفت سے ذات اقدس ہے تو کرم کا تعلق صفت کے ساتھ ہے اور صفت کا تعلق ذات کے ساتھ لازم ہے اور ذات واجب الذات ہے اور ذات کا اللہ ہے۔

پس دعوت دعا میں قرآنی قانون دو اسموں کا امر ہے۔ قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن
ما تحمن : پس اسم رحمٰن کے ساتھ ہر اسم کا تعلق ہے کیونکہ
نظام کائنات رحمانیتِ رحمان ہے جو صورت پذیر شدہ ہے یہ اسم رحمٰن صفت
ارادی ذاتی کا مبدء ہے یعنی تخم ارادی بے کیفی ہے اور تمام امکان بمنزلہ شجر کے
ہے جو اس کی صوری کیفی طرف ہے ارادی طرف اس کی ابتداء ہے اور طرف
ناسوتی اجساد اس کا حال ہے دنیا شہادت ہے اور طرف عقبیٰ اس کی ابدیت ہے
تو اسم رحمٰن ابتدائے امکان ہے اور توسط امکان ہے اور انتہائے امکان ہے چنانچہ
اسم ذات حاوی ہے اسم اول، اسم ظاہر اور اسم آخر پر۔ اول بھی اللہ ہے ظاہر بھی اللہ ہے
اور آخر بھی اللہ ہے اول ہے امکان سے ظاہر ہے مظہر امکان میں اور آخر ہے
امکان سے۔ اور مسئلہ معیت و قربیت اسی تعلق معنوی اور تعلق صوری کا نام ہے
کما ھو لا یخفی لیاقت معنوی اسم اللہ کے واسطے جامع صفت رحمٰن ہے، کمالات الوہیت
کے واسطے صورت پذیر اسم رحمٰن ہے لفظاً چنانچہ لفظ رحمٰن کے ادا کرنے کے وقت
آواز منہ سے باہر کی طرف جاتی ہے اور منہ کھلا رہتا ہے پس یہ صورت ادا دال ہے
ماہیت حقانی بہ دانی ذاتی پر۔ پس تمام امکان مصور شدہ اسم رحمٰن ہے۔
صورت امکانی کائنی یہ۔ اور ارادی طرف اسم رحمٰن کی دال ہے اس وجہ سے کہ دنیا
کے تمام فوائد و نفائس صفت رحمٰن کے آثار ہیں۔

نکتہ ثانی :- لفظ رحمٰن میں چار حرف ہیں حرفِ را، حرفِ حا، حرف میم اور حرفِ نون
پہلے دو حرفوں سے کلمہ رُح مرکب ہوتا ہے جس کے معنی خوشحالی، تازگی اور
مہربانی کے ہیں اور حرف میم و نون سے کلمہ مَنّ مرکب ہے۔ جس کے معنی احسان ہیں
حرف مدہ سے دوام احسان و مہربانی مراد ہے مراد اسم رحمٰن کا مفہوم محبت دائم

اور عشق تامہ ہے مخلوق کے ساتھ یہ ہے شانِ ربوبیت -
رب کے معنی منفعت دنیا اور مضرت دفع کرنا ہے بغیر عوض، بدل اور مزدوری
کے اور یہ شان رحمانیت ہے جو مخلوق کے ربّ ہیں اور مخلوق ان کی مربوب ہے -

صفت رحمان کی تربیت تمام مخلوق کے ساتھ ہے خواہ کافر ہو یا مسلمان اور جمادات ہو
خواہ شجر ہو یا ثمر ہو - یعنی ماسوی اللہ کی معاش کا دارو مدار اس صفت پر ہے اس لیے
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہر چیز کی ابتدا ہے - اس کی برکت انتہا سے
برکت ہوتی ہے واللہ اعلم -

رحیم: اس اسم کی ادائیگی میں تمدید آواز ہے اور صوت دوام اس ادا سے پیدا
ہوتی ہے گویا رحیمیت دائم وقائم ابدیت نوازی پر ہے کما ھو شان الالوھیت
پس لفظ رحمٰن اور رحیم عشق ازلی وابدی ہیں چنانچہ لوازم محبت وعشق میں نوازیدن
اور پروردن ہے اور یہ صفت لازم ذات اقدس ہے پس عشق امکان ہے اور
از عشق لامکان ہے بندہ نے اس مضمون پر نظم ذیل انعاماً موہوباً کہی ہے اور پورا
بیان اس وقت یاد نہیں - ہو اللہ الموفق -

بطور مثال عرض ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے شخص کو انعام واکرام دیتا ہے
تو دینے والا زیادہ خوش ہوتا ہے بہ نسبت لینے والے کے کیونکہ دینے والا محبت سے
دیتا ہے اور لینے والا حاجت سے لیتا ہے - اب اس حقیقت پر غور کرو کہ ہم نے اللہ
کی ذات کے واسطے کیا دیا ہے یا دے سکتے ہیں ظاہر ہے کہ کچھ نہیں دے سکتے مگر اس نے
ہمیں پیدا کیا گوناگوں طریقوں سے پالا ہے پھر دنیا کی تمام نعمتیں ہمارے لئے پیدا کی ہیں -
روزانہ ہمیں سامان زندگی عطا فرماتا ہے، غذا، پوشاک، رہائش وغیرہ سب ضرورتیں ہماری
پوری کرتا ہے اور عقبیٰ میں ہمارے سکون وآرام کے لئے جنت اور حور وغلمان پیدا کیے
ہیں لہٰذا حقیقت یہ ہے کہ اللہ العزیز ہم پر عاشق ہے اور ہم ناداں وناتوان معشوق ہیں جو
ان کے عشق کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے -

نظم

تنگ میدان ہست جولانِ خیالم تیز تر
رنگِ رحمٰن است اکوان عیانم تیز بر

تنگ شد فکر خیالم وسعت کاغذ کجا
مہر رحمٰن است اول تا آخر در نشو و نشر

من ز حق خنداں و حق از ما خنداں صد و چند
در حقیقت مظہر خنداں حق این بحر و بر

حق بہ ما شیدا و ما غوغائے ہجرانِ حقم
حق ز ہجراں جستجوئے ما کند لیل و نہار

پیکر آدم کہ معشوق ہست ذات عشق را
بہر تسخیر من ہست جملہ نظام خیر و شر

باوجود صد نیازی بے نیازم از جمال
عاشق سودائے ما حق ہست جویا در بدر

راہنمایان وصال و آں دلالان رسل
بہر ترغیب ہست معشوقان عالم راہبر

نقطہ رحمان پرفشان می کند نور ایمان
بے شمار است بے قطار است این غلامی سربسر

درمیان عاشق و معشوق رمز احمد است
نرم و گرم است این ہدایت پر ز نور جگر

حق نواز د مر ترا با تو نوازی مرد را
عاشقاں را خود خدا ز معشوقاں ستاں دگر

دعوئ عشق تو میدانم خطا اے بو الخطا
مہرباں عاشق بود معشوق از وے بے خبر

ناز معشوق غلام بر عاشق مولائے خود
گرچہ ناز بیا بست کردار یقینیم پختہ تر

وحشت مز من زالقائے کرم تسکین شدہ
حمد للہ الذی القالنا رشد و خبر

آں شمہ محبوکاں آگاہ راز حمدیہ
روبرو منشستہ خواندہ ایں سعید کو بکر

اس مضمون کے القا سے امید کی جانب غالب ہوئی اور نورِ رجا دو چند ہوا۔

✖

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

وابتغوا الیہ الوسیلۃ

ید اللہ فوق ایدیھم

اوّل غسل کرکے دو رکعت نفل تحیۃ الوضو پڑھے اگر مسجد میں ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد بھی پڑھے پھر دو رکعت نماز توبہ پڑھ کے مرید شیخ کے سامنے باادب دو زانو بیٹھے۔ شیخ پہلے خطبہ مسنونہ پڑھے اور اپنے ہاتھ مرید کے ہاتھوں پر رکھ کر اعوذ باللہ تین بار بسم اللہ شریف تین بار، اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡبٍ وَّاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ تین بار اور درود شریف تین بار ہر دو یعنی شیخ اور مرید پڑھیں پھر شیخ، مرید کو ہر گناہ سے اخلاص دل سے توبہ کرائے پھر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سنا کر اس طرح ایجاب و قبول تین دفعہ کرائے کہ یہ سلسلہ عالیہ جو اللہ تعالیٰ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے اصحاب نقشبندیہ کو پہنچا اور ان سے مجھے ملا میں نے اللہ کے حکم سے اللہ کی رضا کے لئے آپ کو دیا مرید تینوں دفعہ جواب میں کہے میں نے بصد شوق قبول کیا۔

اب تین دفعہ اللہ حاضر بے کیف حاضر کہہ کے زبان تالو سے لگائے منہ بند کرکے سانس

بند کر لے اور اشد ضرورت پر وقفہ کے بعد سانس ناک سے لے اور دل پر اسم ذات اللہ کا نقش خیالی قلم سے لکھ کر تصور سے تکرار کرے اور شیخ بھی اس نقش کو اپنے قلب سے مرید کے قلب پر لگائے تاکہ خوب تاثیر پیدا ہو جائے کم از کم سو مرتبہ ضرب لگائی جائے۔ جب لطیفہ قلب پر تاثیر ہو جائے پھر لطیفہ سر پر خیال جما کر اپنا لطیفہ سر مرید کے لطیفہ سری سے ملا دے پھر خوب غور سے تاثیر پیدا کرنے کی کوشش کرے پھر اپنا لطیفہ روحی مرید کے لطیفہ روحی کے ساتھ ملا کر خوب حضور سے فیضان ذکر اس میں ڈالے پھر اپنا لطیفہ خفی مرید کے لطیفہ خفی سے ملا کر ضرب لگائے اور ذکر کرے پھر اپنا لطیفہ اخفیٰ مرید کے لطیفہ اخفیٰ سے ملائے اور ذکر کرے پھر اپنا لطیفہ نفسی مرید کے لطیفہ نفسی سے ملائے اور بدستور ذکر کرے پھر اپنا لطیفہ قالبیہ مرید کے لطیفہ قالبیہ سے ملائے اور ذکر کر کے حوالہ رب کریم کرے اور روزانہ ایک سو مرتبہ درود شریف اور ایک سو دفعہ استغفار بتلائے اور بلا ناغہ ذکر کرنے کی تاکید کرے۔ اس کے علاوہ چالیس روز تک نفی اثبات کا ذکر اس دستور سے بتلائے کہ لا الٰہ الا اللہ نو مرتبہ اور دسویں مرتبہ محمد رسول اللہ کہے یعنی کلمہ طیبہ دو سو مرتبہ پورا کرے پھر آنکھیں بند کر کے بدستور سابق ہر نماز کے بعد مراقبہ کرے جب چالیس دن گذر جائیں تو ذکر نفی اثبات بند کرے فقط ذکر اسم ذات کرے مرتے دم تک ہر حال میں دل پر خیال رکھے واعبد ربک حتی یاتیک الیقین

نوٹ :۔ اگر مرید عورت ہو تو اس کے لطائف سے اپنے لطائف نہ ملائے بلکہ صرف خیال کرے۔ صرف نیت کر کے دور سے خیال کرنے سے فیض پہنچتا ہے نیز عورتوں کی بیعت پردہ کی اوٹ میں بیٹھا کر ہاتھ میں چادر دے کر کریں اگرچہ عورت غیر مستور ہی کیوں نہ ہو۔

لطائف کے اجراء میں دقت لگے گا۔ اور وہ وقت مشیت ایزدی اور سالک کی استعداد پر موقوف ہے شیخ اپنی کوشش اللہ کے بھروسے پر جاری رکھے گا۔

بیان لطائف

لطیفہ کے معنی غایت باریک جو ادراک میں نہیں آتا اس کی جمع لطائف ہے

تفہیم :۔ انسان کے بدن اور روح میں اللہ پاک نے دس لطائف خزینہ کئے ہیں پانچ عالم امر سے ہیں اور پانچ عالم خلق سے اللہ پاک کی ذات کے علاوہ یعنی مخلوق کو عالم کہتے ہیں۔ عالم خلق عرش معلی کے اوپر کی طرف سے لے کر تحت الثریٰ تک ہے اس عالم خلق میں چار منزلیں ہیں ۔

منزل اوّل :۔ ناسوت جو تحت الثریٰ سے آسمان اول تک

منزل دوئم :۔ ملکوت آسمان اول سے سدرۃ المنتہیٰ تک

منزل سوم :۔ جبروت ۔ سدرۃ المنتہیٰ سے عرش کے اوپر تک

منزل چہارم :۔ لاہوت عرش کے اوپر سے لے کر لا مکان تک

عالم امر وہ ہے جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ لازم ہے جیسے صفاتِ اسماء افعال تکوین حکم قضا و قدر، مشیت ارادہ امر یعنی حکم کرنا اور صفات ذاتی وغیرہ یعنی امر کا کیف ادراک امکان سے باہر ہے صرف امر کا اثر جو موجودات میں ہے ۔ ادراک میں آتا ہے ۔

لطائف عالم خلق تعداد میں پانچ ہیں ۔

پہلا لطیفہ لامسہ :۔ اس قوت کا تعلق ہاتھ سے ہے اللہ جل شانہ نے ہاتھ کی انگلیوں میں ایک دقیق قوت خزینہ کی ہے جسکی وجہ سے اشیاء کی نرمی سختی کا احساس ہوتا ہے ۔ لیکن یہ قوت کسی کے احساس میں مصور نہیں ہوتی ۔

دوسرا لطیفہ ذائقہ ہے قدرت نے انسان کی زبان میں ایک لطیف قوت خزینہ کی ہے جسکی وجہ سے اشیاء کی ترشی تلخی شیرینی وغیرہ کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور یہ اشیاء کے آثار میں بلا جسم ایک کیف ہے ۔

تیسرا لطیفہ شامہ ہے اس قوت سے اشیاء کی بدبو، خوشبو کا اثر ناک کے ذریعے دماغ

تک پہنچتا ہے لیکن صورۃ ان کی شکل معلوم نہیں ہے کہ ادراک میں اس کے اثر قبول کرنے والا حصّہ بدنی ہے ادراکی ہے اور دوسرا حصّہ غیرادراکی ہے واللہ اعلم
چوتھا لطیفہ باصرہ ہے آنکھ میں ایک قوت بینائی ہے جو دوسروں کو روشن کرتی ہے خود اس کی روشنی مستقل نہیں جو دوسروں کے ادراک میں آسکے یہ قوت صفت بصیر کی تجلی کا عکس ہے اور ان کے لیے چشم بمنزلہ مظہر اور شیشہ ہے۔
پانچواں لطیفہ سامعہ ہے قدرت کاملہ نے اس کا تعلق کان کے ساتھ کر دیا ہے۔ اس قوت کے ذریعے کان دور ونزدیک سے مطالب ومقاصد کے نکتے اخذ کرتا ہے اور معاملات ومعاشرات کو نیہ بشریہ بسر کرتا ہے یہ قوت خود غیر مدرکہ ہے ہاں اس کے آثار ادراکیہ ہیں مگر صورت پذیر نہیں۔ محض قدرت کاملہ کا عکس اور صفت سمیع کا برق ہے جو کان میں مقام پذیر ہوئی۔ ھو اللہ اعلم بحقیقۃ خزینۃ القوی فی مخزن ناسوتیہ۔

لطائف عالمِ امر

لطیفۂ اوّل قلب :۔قلب کے معنی بدل جانا۔ کبھی ایک طرف کبھی دوسری طرف اس کو ارادہ بھی کہتے ہیں اس پر صفت ارادی کی ایک برق ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے چنانچہ انسان خلیفۃ اللہ فی الارض یعنی حضرت آدم کی اولاد ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے نائب تھے۔ نائب اور منوب کے درمیان ایک تعلق ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فعّال لما یرید ہے اور انسان کو مختار خلیفہ بنایا جو تصرفات کونیہ مکانیہ کے لیئے جامع ہے اس لیئے اس نے کئی قسم کی مشینیں اور کارخانے بنائے چونکہ انسان صفات باری تعالیٰ کا ایک جامع مظہر ہے تو اس لطیفہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطائے عقل، عطائے علم، عطائے قہر، عطائے غضب اور عطائے حلم ہے۔
اور اسے صفات اور تجلیات کا مطلع بنایا تو اس میں نورِ یقین، نورِ عرفان، نور توحیدِ ذاتی، نور توحیدِ صفاتی، نور توحید اسمار، نور توحید افعالی، نور توحید اصلاحی نور توحید فطری، نور توحید اجتہادی، نور توحید الہامی، نور توحیدِ کسبی، نورِ توحیدِ موہوبی

نور توحید حیات، نور توحید رحمانی۔ نور توحید قرآنی، نور توحید وحی، نور توحید حضوری
نور توحید سروری، نور توحید حمدیت، نور توحید معیت، نور توحید حیاتی، نور توحید امکانی
نور توحید ارضی، نور توحید آسمانی، اللہ نور السموات والارض، نور توحید لمطامی، نور توحید
فنائی عن الخلق، نور توحید بقائی باالحق۔ یہ سب انوار از عنایت کاملہ و عطایات
شناملہ اللہ رب العزت نے انسان کے قلب پر یعنی ارادہ پروارد و نازل کئے ہیں ان کی
امری طرف جو ذات کی شان کے لائق ہے وہ ادراک سے باہر ہے اور خلقی طرف جو شہادت
یعنی ناسوت کی طرف ہے وہ ادراک پذیر ہے اس لطیف قوت کا دار و مدار قلب
پر ہے یعنی لحمی حصّہ قلبی ان کا مظہر ہے اور نوری حصّہ ملکوتی ان کا رہبر ہے چنانچہ یدبر
الامر فی السماء، وفی السماء رزقکم۔ نزول انوار از ملکوت بذریعہ حصّہ ملکوتی، حصّہ
گوشت یعنی دل تک پہنچتا ہے اور دل سے اطراف بدن تک، اور اطراف بدن سے
افعال تک اور افعال سے آثار تک واللہ اعلم

اس لطیفۂ قلب انسانی پر دو طرح کی قوت نازل ہوتی ہے ایک قوت غضبیہ
نعوذ باللہ منھا دوسری قوت رحیمہ اللّٰھُمَّ ارزقناہ برحمتك یا رحیم اور ہر ایک
قوت کا مظہر دل ہے اور دل کا مظہر بدن ہے تو فائدہ یا نقصان بدن کو ہوتا ہے
عمل بدن سے ہوتے ہیں اور بذریعہ عمل محمود آدمی کے لئے جنت ہے اور بذریعہ
عمل مردودہ و مغضوبہ دوزخ ہے نعوذ باللہ

اس لطیفۂ قلب کے ذریعے نور توحید احدیت، نور توحید وحدت نور توحید
واحدیت نور توحید حقیقت محمدیؐ نور توحید برزخ کبریٰ، نور توحید وحدت شہودی
نور توحید وحدت عینی ذاتی، نور توحید ولایت صغریٰ اور نور توحید ولایت کبریٰ تک
رسائی ہوتی ہے انسانی ارادہ کو وسعت بلیغ ہے چنانچہ ذات اقدس ارادہ میں
سما سکتی ہے اور لطیفہ قلبی قرارگاہ ذات اقدس بلا کیف ہے۔ اللّٰھم اغفر لنا ذنوبنا یا غفار

مقام لطیفۂ قلب:۔ زیر پستان چپ بفاصلہ دو انگشت مائل بطرف سینہ ہے
اس کی شکل صنوبر معکوس ہے آرام و اطمینان و جمعیت اس کے ذکر سے ہوتا ہے

نقش پذیر اسم ذات ہے دیگر اندام کو یہ رتبہ حاصل نہیں اس کا نور اصلی ہے

۲۔ دوسرا لطیفہ روح ہے اس کا محل زیر پستان راست بفاصلہ دو انگشت

جبلات قلبی اسی سے ہوتی ہے اس کے آثار ذکری، فکری، سروری، حضوری

مدرک ہیں چنانچہ قلب کے ساتھ معلق ہے اور امری طرف قدرت کاملہ کے

تصرف میں ہے بے کیف ہے اس کا نور فرعی ہے۔

۳۔ تیسرا لطیفہ سری ہے اسرار و علوم تکوینیہ، کونیہ، فاضیہ اس کے ذریعے سے قلب

پر نزول کرتے ہیں اور قلب سے بیان تک آتے ہیں ان کا کیف غیر مدرک ہے اس

کا نور بھی فرعی ہے۔

۴۔ چوتھا لطیفہ خفی امری ہے اس کے آثار ذکری مدرک ہیں اور وہ اصل نوری

قوت لطیفہ بے کیف ہے یہ آثار کسی کو اجمالاً معلوم ہوتے ہیں حساً اور کسی کو

تفصیلاً معلوم ہوتے ہیں کشفاً

۵۔ پانچواں لطیفہ اخفیٰ :۔ جو درمیان سینہ محل فم معدہ بعض کے نزدیک موخر دماغ

ہے بہر حال جو علم الٰہی کے ساتھ ان کا تعلق ہے اور بدن میں ان کے آثار انوار اور

انوار اور تجلیات نازل ہوتے ہیں۔

عالم خلق اور امر عالم امر کے کل یہ دس لطائف ہوتے ہیں

گیارھواں لطیفہ قالبیہ بدنیہ

جب بدن ذکر سے معمور ہو جاتا ہے اسے سلطان الذکر کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

بحقیقۃ الحال، استغفر اللہ عن التقصیر

ان گیارہ لطائف کو حقیقت جامعہ انسانیہ کہتے ہیں یہ مظہر الوہیت ہے

ان لطائف کے انوار مختلف رنگوں میں ہوتے ہیں۔

لطیفہ قلب حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے قدم کے نیچے ہے یعنی منسوب

اس کا آدم علیہ السلام ہیں۔ لطیفہ روحی حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے زیر قدم

ہیں از روئے مشرب لطیفہ سری حضرت موسیٰؑ کے زیر قدم ہے از روئے مشرب اور لطیفہ خفی زیر قدم حضرت عیسیٰؑ ہے اور لطیفہ اخفیٰ زیر قدم مبارک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور محمدیؐ مشرب سے موصوف ہے۔

اقسام انوار:۔ انوار چار قسم کے ہیں جلالی، جمالی، کمالی، شنعتی

۱۔ جلالی نور والا جذبہ، سُکر بے ہوشی پیدا کرتا ہے۔

۲۔ جمالی نور والا ہوش میں رہتا ہے موافق شریعت ہوتا ہے اس پر حال غالب نہیں ہوتا۔

۳۔ کمالی نور کی رفتار بلاتکلف ہے اس میں ہضم ہے۔ سراسر شریعت، سُنت و اطاعت ہے۔

۴۔ شنعتی نور میں جذب، جزع فزع اور تڑپنا پھڑکنا بہت ہوتا ہے۔

مریدِ صادق کو ان چار انوار میں سے ایک نہ ایک ضرور ملتا ہے اور خلیفہ کو دو نور ضرور دد بیعت ہوتے ہیں اور وہ جلالی اور جمالی ہیں تاکہ مقام خلافت میں ارشاد کے اثر سے خوف و رجا پیدا ہو جائے یہ دونوں وصف ایمان کے محافظ ہیں اور ایمان کی حفاظت کرنا ضروری ہے شریعت کی اصطلاح میں ان دو اوصاف کو خوف و رجا کہتے ہیں اور تصوف کی اصطلاح میں جلالیت و جمالیت۔ واللہ اعلم حقیقۃ الحال

ذکر، فکر، حضور، سرور

ذکر:۔ الفاظ کے تکرار کو کہتے ہیں جیسے اسم ذات کا تکرار

فکر:۔ صفات الٰہی میں دھیان اور تصور ہے جیسے رحیم، کریم، باقی، دائم وغیرہ صفات کا تصور ذات اقدس میں کرنا۔ یہ صفات شایان ذات قادر مطلق ہیں ان میں کوئی شریک نہیں اور اجمالاً ان کا مفہوم کلمہ طیبہ میں ہے۔ فکر کے وقت یہ مفہوم ملحوظ رکھیں۔

حضور:- حضور یہ ہے کہ ذکر کا ارادہ اس طرح کریں کہ میں ذات اقدس کو دیکھ رہا ہوں یا وہ مجھے دیکھتے ہیں۔ حاضر ناظر سمجھنا روحی ذکر ہے جس کی تعبیر وصل و قرب سے ہوتی ہے اور استحضار و بیداری کو بھی حضور کہتے ہیں۔

سرور:- وہ کیفیت ہے جو حضور کے بعد دل میں پیدا ہوتی ہے اس کے اثر سے خوشی ہوگی یا حزن ہر کیفیت دوسری سے لذیذ تر ہے دل میں تازگی اور فرحت ہوتی ہے یہ کیفیت دل سے تجاوز کر کے بدن پر جذب مستی یا فنا کی کیفیت پیدا کرتی ہے اس کو صوفیا کی اصلاح میں ذوق کہتے ہیں اس کیفیت کو صاحب ذوق ہی خوب جان سکتا ہے ان کی خلقی طرف بدن ہے اور امری طرف نزول تجلیات جلالی وجمالی ہے یہ ذوق کسی کو اجمالاً نصیب ہوتا ہے کسی کو تفصیلاً اس کی اصل تجلیات صفاتی ہیں یا تجلیات اسماء یا تجلیات افعالی اور تجلیات ذات کی تاب کسی میں نہیں ہے ہاں اتنی بات ہے کہ ذاتی تصور یا محبتِ محضہ ذاتیہ یعنی معائنہ کا نام تجلی ذاتی رکھ لیتے ہیں۔ یعنی ذات اقدس کو ظاہر، حاضر تصور کرنا ذاتی ظہور ہے ارادہ ذاکر میں گویا فاکر ذاکر کی طرف تجلی ہے بخلاف تجلی ذات اقدس کے کیونکہ جو انوار ادراک میں آتے ہیں وہ سب مخلوق ہیں یعنی صفات اور اسماء کا عکس ہے۔

پس انوار والوان جو ذاکر کے خیال میں آتے ہیں مخلوق ہیں۔ مخلوقی انوار کو ذاتی انوار کہنا بے وقوفی ہے۔ بہت سے کچے نادان صوفی اسی پیرایہ میں گفتگو کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ مخلوق کو خالق کہتے ہیں نعوذ باللہ منہا۔ خوب سمجھ لیجئے کہ جس چیز کو ایسے لوگ دیکھتے ہیں اور خدا سمجھتے ہیں وہ ذات اقدس نہیں ہے یہ تو اپنے ارادہ کا عکس ارادی عزمی ہے چنانچہ دل میں ارادہ ہوتا ہے پھر شوق بڑھتا ہے کہ اللہ کو دیکھیں اس کا دیدار ہو جائے تو یہ ارادہ عالم ملکوت میں مصور ہوتا ہے نور سے ایک تصویر بن جاتی ہے

اس کو خدا کہنا کفر ہے مگر کیا کیا جائے غلط تربیت کیا رنگ لاتی ہے۔

عالم ملکوت کا یہ خاصہ ہے کہ اس میں انسانی ارادہ کا عکس پڑتا ہے جس طرح آئینہ میں چیز کا عکس نظر آتا ہے اسی طرح نظر مکاشفہ سے اپنے ارادہ کے اس عکس کا ادراک ہوتا ہے جو عالم ملکوت میں پڑ رہا ہے اور انسان اپنے ارادۂ دیدار الٰہی کو ملکوت میں بقوت نظر ملکوتی کشفی دیکھتا ہے اور غلط تربیت کی وجہ سے اسے ذات اقدس سمجھتا ہے۔ حالانکہ اقدس کے معنی یہ ہیں کہ ادراک انسانی سے باہر ہے کیف چگون وچون سے پاک ہے لیس کمثلہٖ شیئ

بخدا کہ رشکم آید ز دو چشم روشنِ خود — کہ نظر دریغ باشد بہ چنیں لطیف روئے

خلاصہ یہ کہ یہ ذکر کے انوار ہیں جو نظر آتے ہیں ذکر کے دو پہلو ہیں ایک طرف ناسوتی خلقی جو انسان ذاکر کی زبان اور دل ہے دوسری طرف امری جو ذکر کا معنی یعنی اسم کا مسمی ہے ناسوتی طرف ادراکی کیفی ہے اور امری طرف غیر مدرک ہے صرف بذریعہ تجلیات اس کی تربیت ہوتی ہے اس تربیت کا اثر بدن سے ظاہر ہوتا ہے اس کو تجلی تمثیلی کہتے ہیں رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔

المقصود: جب ذکر و فکر پختہ ہو جائیں اور دوام و قرار دل میں مقام کریں تو آگے درجات مقامات شروع ہوتے ہیں انکو سیر الی اللہ کہتے ہیں۔

مقام اوّل:۔ سلطان ذکر ہے غلبہ ذکر سے تمام بدن بال بال تک ذاکر ہو جاتا ہے اور قسم قسم کی کیفیات و واردات طاری ہوتی ہیں لذت در لذت، سرور در سرور، تازگی در تازگی اور سکر در سکر ہے اللّٰھم ارزقناہ

مقام دوم قلب فنا:۔ اس مقام میں علائق بشریت سے انقطاع ہو جاتا ہے اور دل ذکر و فکر میں یکسوئی حاصل کرتا ہے اور شریعت غرا کا اطاعت پذیر ہوتا ہے عملاً و علماً۔ فنا دو قسم کی ہوتی ہے ایک فنائے ناقص جسمیں ذاکر اپنی فنا کو محسوس کرتا ہے

دوسری فنائے نامہ کہ ذاکر کو اپنی فنا کا احساس نہیں رہتا اس کو فنا الفنا کہتے ہیں اس کی مثال یوں ہے انسان کو جب نیند آتی ہے تو اسے نیند کا احساس ہوتا ہے جب گہری نیند سو جائے تو نیند کا احساس نہیں رہتا اسی طرح فنائے ناقصہ میں غلبہ حال سے آگاہی ہوتی ہے اور فنائے نامہ میں اس سے آگاہی نہیں رہتی۔ اس حقیقت کا فہم کسی عارف کی صحبت سے ہی حاصل ہو سکتا ہے یہ چیز ذوقی ہے بیانی نہیں ......

مقام سوم قلب بقا :۔ ارادہ قلبی اللہ کے احکام کے ساتھ اور محبت و تقویٰ کے ساتھ رہتا ہے ہر قدم اور ہر دم میں ذکر میں شاغل ہوتا ہے۔ عالم باعمل ہوتا ہے تصوف میں فنا و بقا کا مقام بڑا بلند ہے بقا کو سیر مع اللہ کہتے ہیں قلب بقا کو ولایت کبریٰ کہتے ہیں۔

مقام چہارم سیر نفس :۔ یہ نفس کی رفتار ہے اپنی خواہشات کو چھوڑ کر اطاعت کی طرف روانہ ہوتا ہے نفس ایک قوت غضبیہ سبعیہ ہے جو صفات جلالیہ قہریہ ضالہ جبارہ کا عکس مجسم ہے اور مائل بطرف نزول ہے جس کا ذریعہ اعمال شرکیہ کفریہ کبریہ ہیں چنانچہ امارہ بالسوء اس کا نام لقب وصفت ہے مگر اطاعت وعبادت سے اس کی اصلی صفت بدل جاتی ہے کثرت ذکر سے مطمئن ہو کر یا تابع ہو جاتا ہے یا مسلمان اگر مسلمان ہو گیا تو امن در امن ہے مگر سرکشی ہونے کا خطرہ ہے العیاذ باللہ العزیز الغفار

یہ مقام بڑا سخت ہے کیونکہ نفس کا اپنی ہوا و ہوس سے خدا کی اطاعت تک جانا صرف تائید ربانی ہوتا ہے یہ موہوبی، امدادی کسبی ہے۔ کسب معاون ضرور ہے مگر کافی نہیں۔ کامیابی اللہ پاک کے حول اور قوت اور ہدایت سے ہوتی ہے اور فنائے نفس کے مقام تک انسان پہنچتا ہے۔

تعریف فنا :۔ از فضا آئینہ چینی شکست۔ خوب شد سامان خود بینی شکست

تصارف نفس :۔ نفس کے سات درجے ہیں۔

۱۔ مغضوبہ :۔ امارۃ بالسوٓ اس کا تصرف کفار فجار، اہلِ نفاق اور اہل فسق پر ہے
اہل توحید اور اہل اطاعت اس کی دسترس سے بعید ہیں العیاذ باللہ العلیم
ثُمَّ رَدَدْنَاہُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ۔

۲۔ مرحومہ (لوامہ) جب نفس پہ اللہ العزیز کی طرف سے عکس صفت ہادی یعنی تجلی
ہدایت کا پر تو پڑ جائے تو اس عکس سے قلب پر یعنی ارادہ پہ ایک نقطہ نور و رحمت
نزول کرے اور اپنے آپکو اللہ رب العزت کے روبرو ملامت کرے اور راہ مستقیم
کا طالب بن جاوے وسائل و ذرائع قرب و رضا کا طالب بن جائے اور حق و باطل
میں تمیز کرے۔

۳۔ ملہمہ :۔ وہ نفس ہے کہ ہر کام میں اس پر ارادہ نزول رحمت ہوتا ہے کہ فلاں
کام نا جائز ہے فلاں نا جائز ہے آگے اس کا اختیار ہے کرے یا نہ کرے گویا علماً
مطیع ہے عملاً مختار ہے استغفر اللہ الغفار۔
اس کا ملکوتی نوری حصہ میلان الی الحق ہے اللھم ارزقناہ۔ اور ناسوتی شیطانی
حصہ میلان الی الباطل ہے العیاذ باللہ العزیز الغفار

۴۔ مطمئنہ :۔ نفس کا اطمینان پذیر ہونا، مقام پذیر ہونا، ماورائے سے جمعیت ہونا اور
معیت باللہ العزیز ہونا تصوف کی اصطلاح میں حضور کہلاتا ہے جو ضد ہے غیوب
محجوبہ کی۔ یہ مشاہدہ صفات در ذات و معائنہ ذات باکمالات ہے۔ حضور سے مراد
یہ ہے کہ ایک لمحہ بھی تصور فکر و ذکر سے خالی نہ ہو اور سنت رسالت میں منہمک
ہوتا ہے اس کو ہر وقت میلان در رجوع الی اللہ ہوتا ہے۔ اور نور شریعت
سے منور ہوتا ہے اور یہ اطاعت رسول اللہ ہے صورۃً و سیرۃً۔

۵۔ نفسِ کاملہ :۔ نفس کو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے نور کمالی از تجلیات صفاتی کمالی
ہوتا ہے اور اس کی تربیت نور کر یمانہ سے ہوتی ہے قلب ارادہ اور جسم نور سے

بھر جاتا ہے۔ دوسروں کو منور کرتا ہے فیوضات باطنی نوری سے مرشدِ ہدایت بن جاتا ہے اور خدمت خلائق کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے یہ نفعاً و خیراً و رشداً نائب و خلیفہ حق ہوگا (یہ بسیر من اللہ ہے)

۶۔ **راضیہ مرحومہ**:۔ جب نعمت انوار کمال سے اسے پالا جاتا ہے تو نفس شاکر ہو جاتا ہے مصیبت ہو خواہ راحت ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے راضی ہوتا ہے دنیا کی تکالیف اس کی نگاہ میں معدوم ہو جاتی ہیں اور اسے رضا بالقضا کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔

؎ بہ جرم عشق تو ام می کشند غوغائے ست۔ تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست

۷۔ **مرضیہ مرحومہ**:۔ یعنی اللہ پاک اپنے فضل وکرم کو اس کے لئے مشعل راہ بنائیں اور اس کے ذریعے اسے قرب عطا کریں فضل وکرم کا یہ ذریعہ تقویٰ او رعمل صالح ہے۔ اور حضور مشاہدہ ہے اور فنا عن الھویٰ ہے اور بقا مع اللہ ہے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

نفس ہامان است دستورش گذار   نفس خامار است نزدیکش گذار

مقام پنجم: حقیقت قرآن :۔ اللہ تعالیٰ امتثال امر او راجتناب نواہی کو اپنی صفت قرآنی کے ذریعے جو جملہ علوم، جملہ فیوضات و برکات کی جامع ہے قلب انسانی پر تجلیات قرآنی جلالی و جمالی نازل فرماتا ہے تو وہ قلب کو ہر طرف سے گھیر لیتا ہے یہ نور بہت بھاری ہے چنانچہ ارشاد ہے ہدًی للمتقین الخ

مقام ششم حقیقت کعبہ:۔ اللہ پاک انسان کو انوار و تجلیات کعبہ سے معمور فرماتے ہیں حقیقت کعبہ کا عکس قلب پر پڑتا ہے اور قلب ذاکر و فاکر قبلہ روحانی بن جاتا ہے اکثر اہل سلوک کو نظر آتا ہے درحقیقت یہ انوار کعبہ قلبیہ ہیں اگر سیر نفس میں نفس مسلمان نہ ہوا ہو تو حقیقت کعبہ میں مسلمان ہو جاتا ہے اگر یہاں بھی نہ ہو تو پھر حقیقت حیرت میں مسلمان ہو جاتا ہے۔

مقام ہفتم حقیقت صلوٰۃ:۔ نماز صورتاً تعظیم ہے اس تعظیم سے اللہ پاک انسان

بر از روئے ربوبیت و تربیت انوار نازل فرماتا ہے اس کے لئے سر در حضور نیازی زیادہ کرتا ہے اور قوت عبادت بدنی و روحانی عطا فرماتا ہے اسی کو توفیق کہتے ہیں یہ صفت عظیم کی تجلی کا عکس ہے یہ مظہر کبریائی ذات ہے۔

مقام ہشتم حقیقت دعوت:۔ اس مقام میں اللہ پاک سالک کو قوت ارشاد و قوت تلقین عطا فرماتے ہیں یہ قرب کا عنایتی مقام ہے اور خلافت تصرّفی مقام ہے کہ قلوب مردہ اس مقام کے فیض سے زندہ ہوتے ہیں اللہ پاک کی طرف دعوتِ انوار ہیں اور انسان ان انوار کو باذن اللہ مخلوق طرف لاتا ہے اور مخلوق میں تقسیم کرتا ہے اسی کو فیض کہتے ہیں فیض کے معنی عکس تجلیات کے ہیں جو مرشد کے قلب پر نازل ہوتا ہے وہاں سے مرید کے قلب پر آتا ہے یہ قلب مرشد کا عکس ہوتا ہے جو مرید کے قلب میں مقام پذیر ہوتا ہے۔ من اللہ العزیز الحکیم۔

۹۔ مقام شہود:۔ یہ ایک نقطہ ہے کہ دل پر اس کا نزول ہوتا ہے اس قوت موہوبی کی برکت سے انسان ذات اقدس کے حضور حاضر و ناظر رہتا ہے اور خوف و رجا کے ساتھ تصرف صفاتی کرتا ہے۔ یہ روحی ذکر کا ثمرہ ہے ہر اسم اور ہر صفت کی تفصیل حقیقتِ محمدیہؐ کے اجمال سے شروع ہوتی ہے ذات اقدس میں صفات اجمال میں تھیں جس کا نام شیون ہے کیونکہ مظہر کوئی نہ تھا جس وقت حقیقت محمدیہؐ ان صفات کا مظہر بنی تو تفصیل شروع ہوئی چنانچہ خالق رازق حافظ وغیرہ صفات میں تمیز باعتبار مظہر ہو گئی گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ تخم اور عالم مثل شجر ہے حقیقت محمدیؐ بذر ہے۔ اور تمام امکان شجر ہے یعنی حقیقت محمدیؐ رحمت عالم ہے بذا رمز لولاک الخ

۱۰۔ مقام حیرت:۔ یہ کمال معرفت کا مقام ہے یہاں سالک، ذات بے کیف بے این بے چون و بے گون کا محب اور عاشق بن جاتا ہے یہ محبت محض قوت ایقانی ہے اس محبت محضہ ذاتیہ کا دار و مدار مقام ایقان پر ہے جو ارادہ قوی اور عزم پختہ کا جوہر

تصرفی ہے کہ ذات اقدس بے کیف کو سما سکتا ہے یہ قوت انسان کے بغیر کسی میں نہیں
یہ ایک خصوصی صفت اللہ رب العزت نے انسان کو عطا کی ہے یہ ذوقی چیز ہے انسان
اسی کی بدولت مسلمان ہوتا ہے اسی کا نام عقیدہ ہے یہ نور یقین کے ساتھ تعلق رکھتا ہے
جو اندرون قلب ہے اس کا مقام سویدا ہے۔ جو قلب کے جوف یمنی کے راست کی طرف
ہے واللہ اعلم۔

۱۱۔ **حقیقتِ احمدی صلی اللہ علیہ وسلم:**۔ تمام عالم کی اصل اور بنیاد ہے اسکو خلق اور
خالق کے درمیان برزخ کبریٰ کہتے ہیں یہ جبروت ہے جو صفات باری کی تفصیل کا مقام
ہے کیونکہ یہ حقیقت احمدی جامع ہے صفات باری تعالیٰ کی اور عالم علوی میں رحمت
ہے عالم کی چنانچہ احمدؐ ملکوتی نام ہے اور محمدؐ ناسوتی نام ہے۔

۱۲۔ **حقیقت محمدیؐ:** حقیقتِ احمدی سے یہ نزول بہ صورۃ محمدیؐ ہے بہ رحمت مصورہ
نازلہ ہے اور ایمان کا جزو ثانی یعنی محمد رسول اللہ اور اطاعت کا لازمی امر ہے اسکی بدولت
وصلت اصل امکان ہے یعنی رسائی ذات اقدس بواسطہ محبت رسول اللہ بہ فنا فی
الرسول ہے۔

۱۳۔ **حقیقت معرفت صفات:**۔ عارف کی فکر صفات باری تعالیٰ تک پہنچتی ہے
یہ مقام تعارف ہے جو لازم ذات ہے اور قدیم ہے اس کے انوار و تجلیات تمام امکان کے
ساتھ تعلق رکھتے ہیں بلکہ نظام امکان ان سے جاری ہے۔

۱۴۔ **حقیقت معرفت ذات بالواسطہ:**۔ سالک کا مقصود یہی ہے تاکہ رضائے باری تعالیٰ
جل شانہ حاصل کرے اور اپنے آپ کو واجب الذات کے سامنے نابود سمجھے۔

۱۵۔ **حقیقت معرفت ذات بلا واسطہ:**۔ توجہ الی اللہ معائنتاً بلا واسطہ اسماءُ صفات۔
ارادۃً و حضوراً و خیالاً و عزماً و عشقاً یعنی فعال بالغیب یعنی فعال حقیقی بذات
کہ عبارت از قضا بالرضا۔ اللھم ارزقنا بکرمک یا کریم وھو ثمرات الدوام الحضور

سیر (الی اللہ) کے چار درجے ہیں

۱- **ناسوت** :- عالمِ اجساد ہے۔

۲- **ملکوت** :- عالمِ ارواح و عالمِ مثال ہے۔

۳- **جبروت** :- مقامِ اسمار وصفات ہے۔

۴- **لاہوت** :- مقامِ ذات ہے

یہ تمام منازل اسم ذات میں ختم ہوتے ہیں چنانچہ ناسوت ذاکر ہے ملکوت ذکر اسم ذات ہے جبروت فکرِ صفات ہے اور لاہوت حضورِ ذات اقدس ہے اور حرف ہمزہ اسم ذات سے ناسوت ختم ہوتا ہے لآم سے ملکوت - مدلام سے جبروت اور حرف ھا سے لاہوت یعنی لقائے ذات اقدس تک رسائی ہوتی ہے یعنی تمام منازل صرف ایک اسم ذات اللہ میں ختم ہیں اگر یکتائی وحضوری ہو۔

"**نقطہ وصل**" :- حق تعالیٰ جل شانہٗ اور ناسوت کے درمیان تین ارواح وسیلہ ہیں - روح حیوانی، روح نباتی اور روح جمادی - روح حیوانی کا ارادہ اختیاری ہے- قرار اور سکون کے اعتبار سے کسی پر طبیعت غالب ہے جیسے درندے اور جملہ بہائم یہ غیر مکلف ہیں کسی پر قانون آسمانی کی متابعت غالب ہے یہ مکلف ہیں جیسے جن وانس ان کے لئے اختیاری عبادت میں کسی درجے قرب ورضا حاصل کرنا ضروری ہے۔ فطری ثنا و تسبیح کافی نہیں اس کا علمی اور عملی دارو مدار قانون آسمانی یعنی قرآن اور فیضان مدنی یعنی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے - روح نباتی اور جمادی کے لئے ارادہ اختیاری نہیں ان کی عبادت فطری اور حالی ہے ان کا ہر جزو گویا لسانِ ذکر و تسبیح ہے اور الوہیت کا مظہر ہے اگر انسانی کا ارادہ تعلق باللہ ہو جائے اور یہ دوام پذیر ہو تو وصل وعبادت اور قرب و توحید حاصل ہو جائے بقا باللہ اسی کا نام ہے

ارادہ :- ارادہ کے دو پہلو ہیں ایک امری دوسرا خلقی - امری طرف قبضۂ قدرت

ہیں ہے بے کیف اور غیر مدرک ہے خلقی طرف ناسوت ہے جس کے آثار کا دار و مدار قلب انسانی پر ہے اس لئے ارادہ ایک تو آثاری مخلوق ہوا دوسرا امری ذاتی اللہ کا ظاہر ہونا ارادہ میں ہے اگر توحید کا حال غالب ہو جائے اور یکتائی حال بن جائے تو ارادہ اللہ ہی اللہ بن جائے گا اس کو بیداری، حضوری، ہوشیاری اور نگاہ داری کہتے ہیں وحدت الوجود ارادہ یکتا کا نام ہے یہی محویت ہے جیسے رنگ کو پانی میں حل کر دیا جائے تو صرف پانی ہی پانی رہ جاتا ہے رنگ جدا نہیں ہو سکتا یہ تعلق ہوتی عشقی ایقانی وصلی، مقصودی ہے یہی معنی ہیں اسم الظاہر کے۔

ولایت کے شیون :- ولایت درحقیقت نیابت نبوت ہے اور نبوت میں مختلف شیون ہیں اس سے کسی ولی کو علی قدم عیسیٰ ؑ، کسی کو علی قدم موسیٰ ؑ حسب اختلاف شیون کہا جاتا ہے اور یہ سب شیون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شیون کے القاب ہیں حضور ؐ ان سب شیون کے جامع ہیں پس جسکو آپ کی شان ملقب بہ شان موسوی سے فیض ہوا اسکو علی قدم موسیٰ ؑ اور جس کو شان عیسوی سے فیض ہو اس کو علی قدم عیسیٰ ؑ سے تعبیر کیا جاتا ہے نسبت موسوی، شیون محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے ایک شان ہے اسی طرح باقی نسبتوں کا حال ہے

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ولایت کا پہلا درجہ جو مرتبہ قلب ہے حضرت آدم کے قدم کے نیچے ہے اس درجے والے کو آدمی المشرب کہتے ہیں ربانیت کا دوسرا درجہ مقام روح ہے جو حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہے اور حضرت نوح علیہ السلام بھی اس میں مشارکت رکھتے ہیں اس درجے والے آدمی کو ابراہیمی المشرب کہتے ہیں۔

تیسرا درجہ مقام سر ہے جو حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہے اس درجے والے کو موسوی المشرب کہتے ہیں۔

چوتھا درجہ مقام خفی ہے جو حضرت عیسٰی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہے اکثر ملائکہ بھی حضرت عیسٰی کے ساتھ اس مقام میں مشارکت رکھتے ہیں۔
اس مقام والے کو عیسوی المشرب کہتے ہیں۔

پانچواں درجہ مقام اخفی ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر قدم ہے اس درجے والے کو محمدی المشرب کہتے ہیں۔

غلبۂ حال:۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے بجلی کی تار کہ اصلاً حرف تانبہ کی تار ہے جب اس کو بجلی گھر سے جوڑ دیا جاتا ہے اور بجلی کی رو اس میں داخل ہو جاتی ہے تو یوں کہیے کہ بجلی گھر نے اس میں اپنا حال وارد کر دیا اب یہ تار محض تانبہ کی تار نہیں بلکہ بجلی گھر کے حال کی مظہر بن گئی اور حال ایسا غالب ہوا کہ کرنٹ ہی بن گئی۔ حال غیر اختیاری موہوبی ہے کسبی نہیں ہے۔ اسی طرح جب ملکوتی قوت ناسوتی قوت پر غالب آجاتی ہے تو ناسوت پر ملکوت کا غلبہ حال ہو جاتا ہے اور ناسوت گویا نہ ہونے کے برابر رہ جاتا ہے ناسوتی صفت فنا ہو جاتی ہے یہی غلبۂ حال ہے اور اسی کو وحدت الوجود کہتے ہیں۔

بر سر دار از لب منصور می آید صدا	این فقیہاں محرم اسرار بودے کاشکے
اللہ اللہ کن کہ اللہ می شوی	این سخن حق است واللہ می شوی

حقیقت عبادت

تصور میں مدام رہنا عبادت اسکو کہتے ہیں	خودی کو چھوڑ کر جانا ریاضت اسکو کہتے ہیں

مقام تعارف صفات

۱۔ ایں نظام کائنی زدر صفات	شور اسما است اندر کائنات

دنیا کا تمام نظام صفات باری تعالیٰ کی طاقت سے ہے اور اسماء کا تعلق ہر چیز کے ساتھ ہے۔

۲۔ مظہر ذات است اوصاف کمال	مظہر اوصاف اسماء جلال

حقائق و معارف

ہر چیز کی ایک صورت ہوتی ہے اور ایک اس کی حقیقت سطح بین نگاہیں اشیاء کی صورت پر ہی اٹک کے رہ جاتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جسے نگاہِ حقیقت شناس عطا فرما دے وہ صورت سے کبھی دھوکہ نہیں کھاتا اور اشیاء و الفاظ کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہو کر ایسے گوہر آبدار ڈھونڈ لاتا ہے جنکی آب و تاب حقیقت کے متلاشی اذہان دارواح کے لئے سامان طمانیت بنتی ہے جبھی تو کائنات کے سب سے بڑے حقیقت شناس (فداہ ابی و امی) کی زبان مبارک سے اس قسم کے الفاظ سننے میں آتے رہے۔ اللھم ارنا الاشیاء کما ھی

اس باب میں تصوف و سلوک کے وہ اسرار و معارف بیان ہوں گے جو حضرت شیخ مکرم نے کبھی محفلِ ذکر میں کبھی خطوط کے جواب میں اور کبھی علمی مجلسوں میں بیان فرمائے۔

۱۔ طریقت کا دار و مدار تکمیل شریعت پر ہے اور یہ صدق ارادہ پر موقوف ہے

منزل طریقت:۔ انانیت امکان ہے درگذر ہے عارف عبدالقدوس گنگوہیؒ فرماتے ہیں

بجیست قدسی فقیری در فنا و در بقا
خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

طریقت:۔ رستہ بتاتا ہے قلب سے اللہ تک اور اس راستے پر چلنا ہے۔

بیعت:۔ اپنے آپکو اس مقصد کے حصول کے لئے فروخت کر دینا ہے

اس راستے میں تین منزلیں ہیں منزل اسماء، منزل صفات، منزل ذات اور اسباب سفر تین ہیں اتباع سنت ذکر دوام اور مشقت و جہاد

۲۔ لقائے دوست تمنائے دوست تعلیم و تعلم یعنی اشارت و بشارت ہے اشارت ہے تعلیماً موہوباً یعنی وصل و قرب یزدانی ذاتی صدق ارادت باطن ہے و دد ارادہ بغیر مقصود چیزے دیگر از دولت نباید۔ ارادہ یکتا داشتہ باشد تا موصوف بہ صفت عشق گردد یعنی تمنائے ذات کہ عبارت از مشاہدہ و معائنہ است پس بشارت ہے وصل پر اور اشارت ہے تعلیم تمنا پر۔

۳۔ تصفیہ قلب کے واسطے تجلی نور اسم جلال ضروری ہے علی الدوام اور اس دولت عظمی کے واسطے توجہ التفاتی و فکر لقائی جانبین شرط ہے تاکہ فائدہ و استفادہ کا احساس ہو جائے۔

۴۔ علم شریعت سبب قرب ہے اور علم طریقت دعوت قرب ہے اور علم حقیقت منزل قرب ہے اور حصول قرب کے لئے استاد ماہر کامل کی ضرورت ہے۔

۵۔ اگر اتباع سنت نصیب ہو تو شریعت کے اعتبار سے صفائی قلب ہو جاتی ہے اور طریقت میں صفائی قلب ترک لایعنی ہے بر کسب سے ہوتا ہے اور حقیقت میں صفائی فنا از قوائے خود ہے اور بقا بہ قوائے قوی اقدس ہے بالواسطہ یا بلا واسطہ

۶۔ توجہ دو قسم کی ہے علمی و عملی۔ علمی توجہ ذریعہ قرب الٰہی ہے اور عملی توجہ عین قرب و رضائے الٰہی ہے چنانچہ واسجد مقام عبدیت ہے اور واقترب مقام منظوریت و مقبولیت ہے اللھم ارزقناہ بحرمت سید الابرار

پس توجہ الی العبادت ذریعۂ توجہ قرب ہے اور توجہ قرب مقام احسان و حضور ہے اور توجہ احسان حضور و دوام و تعلق تمام با ذات اقدس جل شانہ انتہائے شریعت و طریقت و عبدیت ہے اور عبدیت عظمت حقیقت و جلالت الوہیت ہے الوہیت مقام جبروت ہے یعنی ذات جل شانہ، صفات جل شانہ، و اسماء جل شانہ و افعال جل شانہ، باہم بکدیگر ظاہراً و مظہراً، خالقاً و مخلوقاً عبدیتہً و تربیتہً مقام جبروت ہے۔ اور ملکوت مقام

افعال امراً اور ناسوت مقام آثار امکاناً وجوداً وشہوداً - اور لاہوت مقام ذات اقدس یعنی ذات ذاتِ اقدس ہے اور ذات ذات اقدس مقام تقدیس ہے تقدیس مقام حیرت، وحیرت مقام عشق وعشق مقام بقا، وبقا مقام حیات ابدی اللھم ارزقناہ -

۷ - **رضائے حق کا طریقہ** :- رضائے حق، وصول الی اللہ موہوبی ہے - اور فضلی وہدایتی، عنایتی، عطائی اور کسبی بھی ہے مگر کسبی اس قدر کہ جملہ احکام اسلام کی تعمیل یہ ذرائع وصول کے ہیں اور ان ذرائع کی توفیق من اللہ ہے پس جس عمل کی توفیق دیں وہ فضل وعطا ہے کما ہو خلاصۃ الاسلام - پس ذرائع کے لئے بھی ایک آلہ ہے وہ وہ آلہ اصلاح نفس ہے اصلاح نفس کے دو طریقے ہیں

ایک آسان ایک مشکل آسان یہ کہ اپنا احتساب کرنا - کہ میرا فلاں عمل خراب فلاں نیت خراب یعنی اپنے عیوب ثابت کرنا اور دوسروں کی نیکی، صفائی اور کمالات ثابت کرنا ہے مشکل طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ آپ سے ضعیف اور ذلیل ہیں ان کی عزت کرنا احترام کرنا اور تمام مخلوق سے اپنے آپکو ذلیل اور گنہگار خیال کرنا - جب نفس کی تادیب کی جائے تو امارت، تکبر سرکشی فسق وفجور، ناز، عجب، ریا، سمعہ، اشاعت بدعت کو چھوڑ کر مطیع بن جائے پھر اطاعت کے ذریعے لوامہ ملہمہ، مطمئنہ، کاملہ، راضیہ، مرضیہ کے درجات حاصل ہونگے - مرضیہ سے آگے آخری درجہ ہے جو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو حاصل تھا وہ عبدیت ہے چنانچہ فادخلی فی عبادی سبحان اللہ عبدیت کی بلند شان ہے خطاب عبادی پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ عین رضائے ذات اور قرب ذات ہے اللّٰھم ارزقناہ

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب ہے عبدہٗ ورسولہ - عبد کا خطاب رسول پر مقدم ہے -

۸ نفس کو لوگ کافر کہتے ہیں۔ یہ بڑا جرم ہے کیونکہ نفس اگر اختیاری مسلمان نہ ہو تو فطری ضرور ہے اور اجزائے بدن انسانی نفس سے خالی نہیں اور تمام بدن مثلاً نماز پڑھتا ہے۔ روزہ رکھتا ہے۔ تلاوت کرتا ہے۔ پھر نفس کیسے کافر ہوا اور مظلم کیسے ہو سکتا ہے۔ ہاں قبل اصلاح اور لغیر اصلاح خطرہ ہے۔ کفر، کبر، فسق و فجور، معصیت، نفرت، عن الحق وغیرہ میں مبتلا ہو جائے۔ اور خلاصہ اسلام امتثال اوامر بلا عوض، بدل واجر ہے اور یہ ضبطِ نفس ہے از خطوظِ حق کما قال عارف ؎

قرب حق را دو قدم راہ است دیگر راہ نیست
آں یکے بر نفس خود نہ واں دِگر در کوئے دوست

۹۔ مباح اُمور کا مقصود ظاہر و باہر ہے۔ کہ مباحات شرعیہ میں مشغول ہونا حجاب مشاہدہ و معائنہ بن جاتا ہے اور مقصود وصل قریب ہے۔ ثواب خواص کے نزدیک حجاب ہے۔ کیونکہ ثواب نفس کا حصہ ہے۔ سالک، عارف، مؤحد کو مناسب ہے کہ دوام استحضار سے کام لیوے محبت محضہ اختیار کرے اور ذکر حرفی یہ ذکر معنوی بدل کرے اور تمیز درمیان حرف و معنی کرے۔ تاکہ حرف سے فانی ہو جائے اور معنی سے باقی ہو جائے۔ چنانچہ مغز بادام از پوست بادام، روغن بادام از مغز بادام درخت بادام از دانہ بادام، روغن بادام کے وقت ہر چہار اجزا کا کوئی وجود ارادہ میں باقی نہیں ہوتا یہ تمنائے ذات ہے۔

۱۰ حقیقت حج : یہ مقام شکر ہے اور حقیقت شکر، دعوت بیت اللہ، و دعوت ذات اللہ ہست و مقبول دعوتِ شہنشاہی وصلت شاہی است ۔
و وصولِ حقیقت کعبہ کہ مقام ولایت کبریٰ است عین حقیقت وصل است حقیقت کعبہ منزل روح۔ صورت کعبہ مظہر منزل روح۔ اور روح حاجی از کائنات و بدنِ حاجی

حال زار در روح عمند جنون عکس حال اول است وھوالحیاۃ الذاتی للواحد الصمد الذی لم یکن لہ کفوا احد والکفو ھوالاحتیاج فی وَجُودِالذات والکیف والاین (استغفراللہ کجا بودم کجا رفتم)

وطوافِ کعبہ، طواف ذات اقدس - زیارت مدینہ زیارت رحمت - رحمت صفت رحیم وسایۂ رحمت سایۂ عین رحمت، ھوالذات الاحد جل شانہٗ الکعبۃ والمدینہ رمزان من رموز القرب صورۃ والوصل معنی - والحاجی مربوب بالعزم لا منثال الاوامر اللہ العزیز

الغرض چنانچہ حقیقت شما متوجہ حقیقت کعبہ وبہ زیارت مدینہ می باشد - ازیں وجہ واردات کرمی آید - چنانچہ حقیقت حاجی را حقیقت محمدی اصل است - وحقیقت محمدی را الکعبہ اصل است - وحقیقت کعبہ ذاتِ اقدس است - پس چنانکہ اصل با اصل مشغول است وصاحب تمکین گشتہ - برائے تلوین فارغ نیست باز اعادہ شد از عروج چنانچہ از وارد آیت شریفہ فسیأتھم ...... الخ اشارت وبشارت ہے

اے لقائے تو جواب ہر سوال | مشکل از تو حل شود بے قیل و قال (عارف رومی)

بہر بندہ در بیابان حجاز | مغفرت خواہ باد دارم در نیاز

ان شاء اللہ من روح اندر حجاز | تو بصورت سیر تم را در نواز

در حضورِ خواجۂ ما گو سلام | رحمت کن اے سید خیر الانام (دگرانگ)

۱۱ - روح ایک تجلیٔ کبری کا تصرف ہے - جس کا نام قدرت ہے - آثار قبض وبسط یعنی کردن ونکردن - اس پر دال ہے - کیونکہ روح ایک طاقت من اللہ ہے - جس کا تعلق صفات کمالیہ کے ساتھ ہے - اور صفات کا تعلق امر کے ساتھ ہے اور امر کا تعلق ارادہ کے ساتھ ہے - ارادہ کا تعلق ذاتِ اقدس

کے ساتھ ہے پس روح، اسمائے حسنی توقیفی کے نام سے موسوم ہے۔ چنانچہ علم یعنی روح علمی، روح سمعی روح بصری روح، کلامی، روح شفائی وغیرہ کما لا یخفی

۱۲۔ **منزل**۔ انسان کی ہر حرکت خواہ ہو یا بد سب منزل الی اللہ ہے۔ رضاءً یا غضباً اگر عمل موافق سُنّت ہے تو رضائے حق کو پہنچتا ہے۔ اگر خلافِ سُنّت ہے تو غضب حق کو پہنچتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ طبیب ہیں مریض کو دوائی دیتے ہیں اگر رضائے حق مقصود ہو تو یہ دوائی دینا منزل الی اللہ ہے باوجود قیمت لینے کے۔ اور اگر یہی عمل دینا اور جاہ کے واسطے ہو تو العیاذ باللہ منزل الی الدنیا ہے اور دنیا غضبی ہے۔ محبتہً نہ ضرورتاً۔ کیونکہ اگر دنیا نہ ہوتی تو اللہ رب العزت کی مغفرت وذات کا علم کہاں ہوتا ہے یہ دُنیا بہت بڑا آلۂ عرفان ہے۔

۱۳۔ **حیات جاوید** کے معنی تصور و حضور باری جل شانہ، ہے ناسوتاً علی الدوام وملکوتاً علی القیام ۔ مقام مشاہد کسباً۔ در عقبیٰ شہود ذات ہے موھوباً غیر کسباً اور مرگ ایک عارضی انقلابی دعوت ہے۔ پس یہاں پر اللہ اللہ اور عقبیٰ میں اللہ اللہ، پس حیاتِ جاوید ذاکر و فاکر کی ہے۔ ورنہ حیات۔ حیاتِ حیوانی فانی دنیوی ہے جس کا حکم ہے۔ خسر الدنیا والآخرۃ نعوذ باللہ منہا

۱۴۔ **تقویٰ**۔ تقویٰ کے معنی بچنا اور ڈرنا ہے۔ ڈرنا استعداد امکانی پر ہے۔ وہ استعداد مریض کی علیحدہ ہے اور تندرست کی علیحدہ۔ چنانچہ معذور عند الشرع معافی میں ہے۔ باوجود ایمان کے۔ اور تصوف کا اشارہ لفظ مسلمون سے ظاہر ہے (اتقوا اللہ حق تقتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون کیونکہ انقیاد ظاہری وباطنی پہ دال ہے تو اعمال ظاہری وباطنی محمودہ کا کرنا اور اعمال ظاہری وباطنی خبیثہ کو ترک کرنا یہ تصفیہ ظاہر و باطن ہے۔

۱۵: مدرح جملہ کائنات رمز حیات معنوی است۔ وناسوت شہودی واجسادِ امکانی

حال از روح است و احوال را ہیچ اعتبار نیست بلکہ رمز را نیز۔ رمز ہم دو طرف دارد طرف صورت و طرف سیرت پس طرف سیرتی را مقصود داشتہ نگاہ بہ راہ لا منزل (ذات) دارید۔ واز حال بہ روح واز روح بہ اصل نگاہ داشتہ در دریائے فیضان اسم ذات چوں دانۂ گوہر خود بخود پیچیدہ سفر در حضر داشتہ۔ چنانچہ سفرِ عاشق در وطن عشق است بہ گام ارادی و دوامی۔

ایں چہ گوئی اے غلامِ پر قصور — قال تو از حال باشد یعنی دور

واردات۔ واردات است یعنی گھے باشد و گاہے نہ باشد چنانچہ لفظ وارادات دال است بر عدم دوام۔ یعنی مقامیات نیست احوالیات ہست، و در قبضہ قدرت است۔ مامور بہ غیبت و شاہد ثمرات ولایت است۔ ولایت نیست و عبادت نیست بندہ مامور بہ عبادت است اللہ پاک از درگاہِ خود بندگان خود را محروم نفرماید۔

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم — چو غلام آفتابم ہمہ از آفتاب گویم

یعنی در حجاب نیستم و تابع کشف و عجائبات قلب نیستم۔ کہ معارف حق خواہم گفت

۱۶۔ **مقامِ معائنہ**۔ یہ دوام حضور پاک سے شروع ہوتا ہے واعبد ربک کانک تراہ۔ جس کا معنی استحضار ذات ہے۔ یہ دولت استحضار سے حاصل ہوتی ہے۔

۱۷ **مقام اخلاص**:۔ جب بندہ محض بطرز عبدیت بغیر کسی طمع، غرض، لالچ، حظوظِ نفسانی سے پاک ہو کر ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت عارجہ حاضرہ سے حجاباتِ مانعہ دور کر دیتا ہے۔ جو اہل مجاہدہ کا مذاق ہے لنھدینھم سبلنا جو اخلاص کا مفہوم ہے عطا فرماتا ہے اور بندہ کی ہر خواہش ضروری بغیر طلب پوری کرتا ہے۔ الیس اللہ بکاف عبدہ

۱۸۔ **فناء**: از ماسوی اللہ انقطاع تعلقات و توجہات۔ یہ کسبی ہے اور موہوبی بھی

محبت اگر طبعی نہ ہو تو عقلی وکسبی محبت از نعمتہائے گوناگوں حاصل کریں۔

۱۹: **بقاء** دوام توجہ الی اللہ در جملہ امور خیر و شر۔ کہ صدورِ اعمال بغیر اذن و حول و قدرت خداوندی نہیں ہوتا۔

۲۰ - **ترکِ تعلقات** ۔ وہ تعلقات جو ہوائے نفس کے تابع ہیں اور مشروع نہیں ہیں وہ ترک کرنا عبادت ہے۔

۲۱ **للہیّت**: عمل میں للہیت اخلاص سے پیدا ہوتی ہے۔ اخلاص عمل یہ ہے کہ مقصود حظوظ نفس اور شائبہ غیر نہ ہو۔

۲۲ - **عبدیت** ۔ ونہی النفس عن الہوی۔ کسی کام میں نفس کا حصہ نہ ہو۔ بعد از تصحیح عقائد اگر اصلاح نہ ہو تو عمل برباد۔

۲۳ - **اِسلام**: اسلام کا مرکزی نقطہ ذات باری تعالےٰ جل شانہ، کی رضا ہے۔ اس کے دو شعبے ہیں۔ توحید ذاتی، صفاتی، افعالی اسمائی اور رسالتِ محمدی۔ رسولؐ کا وجود مجموعہ احکامِ الٰہی ہے۔

۲۴ - **ایمان** - ذات واجب الذات کو رسُول کی رسالت کو جملہ احکام شرعی کو بلا ریب و شیب ماننا جیسا کہ ایمان مجمل اور مفصل ہے۔ اوصاف ایمان سورۂ مومن کی ابتدا میں مذکور ہیں۔

۲۵ - **توحید**: یہ عددی، شماری، کیفی مثلی نہیں۔ توقیفی ہے۔ تقدیسی ہے ذاتِ اقدس جل شانہ،۔ وجود کیفی سے، وصل سے، فصل سے، بُعد سے، قرب سے، مثل سے کیفیت، مثلیت امکانی سے وراء الوراء ہے تقدیسًا وصل فصل اور قرب و بعد کا مشاہدہ صرف علمًا قدرتًا ہے۔ اس کا مدار ذوق پہ ہے اور ذوق سے اکثر لوگ محروم ہیں۔ بوجہ عدم توجہ اور عدم محبت کے۔ چنانچہ تصوف۔ اظلالی، انعکاسی صحبتی چیز ہے۔ طب کی کتابوں میں

ہر بیماری کا علاج مذکور ہے۔ مگر بغیر معالج ماہر تجربہ کار کے کچھ نہیں ہوتا۔

۲۶-**ایقان**- ایک نور حضور ہے جس سے سرور پیدا ہوتا ہے۔ ارادہ عازمہ جازمہ یکتائیہ یں۔ یہ سرور حضور قرب امکانی کسبی ہے اور اس کا ورود موہوبی از قوت اسم ہادی۔ جو ارادہ کا رنگ ہے۔ اس ارادی رنگ سے رنگ قلب صنوبری ہے اور اس سے رنگ اعمالی ہے اور رنگ اعمالی رنگ سنت ہے اور سنت کا رنگ رسالت ہے۔ جو سبب غشائے رضائے خداوندی ہے۔ اللھم ارزقناہ۔

۲۷-**حقیقت قرآن**:- از روئے معنی ذات جل شانہ ہے اور خود بخود قرآن معلم معارف صفات ہے از روئے معنی حروف قرآنی نزولاً و نظماً آثارِ ذات معنویہ قرآنیہ ہیں پس حروف نازلہ، ناسوتیہ، قوالب و جوالب معنی صفاتی ہیں۔ از جلالی انوار قرآن اشیاء لرزندہ و ترسیدہ ہیں۔ **لو انزلنا ھذا القرآن** الخ دال بر انوار جلالی تکوینی ہے (واللہ اعلم)

۲۸-**بیخودی**: سکر توحید ہے۔ جس کو فنائے شہادت و بقائے غیبت کہتے ہیں امکان کی دو طرفیں ہیں ایک طرف شہادت ہے یعنی ممکن دوسری طرف غیب ہے جس کو مقصود اور ذاتِ احدیت کہتے ہیں۔ یکسوئی نصیب ہو جائے تو شہادت کی طرف سے فنا ہو جاتا ہے اور غیب کی طرف سب بے کیف دایں نظر آتی ہے۔ اس حال کو لقا کہتے ہیں اور سکر توحید اور سکرِ مطلق بھی یہ دلالت ہے وصل و قرب اجمالی کی۔

۲۹- **قرب و بعد**:- ذاتِ باری تعالیٰ جل شانہ اور ذات انسان اصلح اللہ شانہ کے درمیان ایک واسطہ بمنزلہ قائد روح ہے جو سبب قرب و رضاء ہے۔ جس کا معاون عقل ہے جو سبب عروج ہے اور ذاتِ باری جل شانہ اور ذات انسان اھدنا اللہ کے درمیان ایک واسطہ بعد ہے۔ جس کا نام نفس امارہ ہے اور معاون اس کا شیطان ہے العیاذ باللہ جو سبب نزول ہے ثم رددناہ اسفل السافلین الا الذین آمنوا اور برائے تمیز ہر یک قوت وارادہ ارادیہ انسانیہ قرآن کریم ہے۔

امراً ونہیاً۔

۳۰۔ مقام تسلیم :۔ مقام فراغت و امانت ہے و ترک اختیار ہے۔ جو عبدیت کا رتبہ کمال ہے اور فنائے حال ہے اور حل ہر محال ہے اور انکشاف ہر اشکال ہے۔

۳۱۔ لاہوت :۔ صفات کی اجمالی طرف ہے یعنی شیون سے عبارت ہے امکانی علمیت یعنی کتب سے باہر ہے۔

۳۲۔ باہوت : صفات کی تفصیلی طرف ہے جیسے کوئی ایک ہی شخص انجینئر بھی ہے عالم بھی ہے اور منشی بھی ہے۔

۳۳ : اجمالی اور تفصیلی : جتنے کمالات ہیں عمل میں آنے سے پہلے اجمالی عمل میں آئے تو تفصیلی۔

۳۴۔ جبروت :۔ صفات بادشاہت۔ جلالت۔ کمالت اور معرفت کا ظہور ہونا۔

۳۵ معرفت : ذاتِ باری تعالےٰ کا تعلق صفات سے ہے اور صفات سے اللہ تعالےٰ کی معرفت ہوتی ہے۔ جیسے۔ ھواللہ الذی لا الٰہ الا ھو عالم الغیب و الشھادۃ الخ۔

۳۶ تنزلات ستہ :۔ آثار۔ افعال۔ اسما۔ صفات۔ ذات۔ نبی۔ قرآن۔

۳۸۔ روحانیت۔ لوگ روحانیت۔ روحانیت پکارتے ہیں۔ پوچھو کہ روحانیت کیا ہے۔ نہیں بتا سکیں گے۔ یہ تو وہ مقام حاصل کرنا ہے جہاں نافرمانی نہیں تھی۔ الست بربکم کے جواب میں بلیٰ ہی کہا۔ اس وقت مطیع تھا۔ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان کے مطابق قرآن کریم کے ذریعے وہی مقام ڈھونڈھنا ہے۔ کہ نافرمانی نہ رہے یہی روحانیت ہے۔ وہاں بلیٰ کہا نافرمانی نہ تھی۔ استعداد ضلالت خفتہ تھی۔ مٹی آگ۔ پانی، ہوا سے نفس اٹھا اور نافرمان ہوا۔

۳۹ مقام۔ کے معنی عمل ہے۔

۴۰۔ فنا فی اللہ: عام مفہوم میں تقدیس میں نقصان ہے۔ متوجہ الی الذات ہونا چاہیے۔

۴۱۔ قرب رضائے خداوندی ہے اور بُعد ناراضئ حق تعالیٰ۔

۴۲۔ بقا باللہ:۔ بقائے شریعت۔ اہتمام بالاوامر و اجتناب عن النواہی۔

بقائے طریقت۔ ترک لایعنی

بقائے حقیقت۔ فنا عن النفس یعنی نفس کو مطیع کرنا۔

۴۳۔ واجب الذات عدم:۔ یہ دونوں حجاب ہیں۔ واجب الذات کہو۔ تقدیس واجب الذات سے ہے۔ حجاب واجب الوجود سے ہے۔ ذات سے کوئی چیز معدوم نہ تھی عدم ہماری نسبت سے معدوم تھا۔ نہ کہ ذات باری تعالیٰ کی نسبت سے۔

۴۴۔ خالق: خالق کے معنی ایک کو دوسرے سے پیدا کرنا ہے

معنی خالق کہ یک از دیگرے | یعنی پیدا می کند ہر پیکرے
پیکری پیکر از ناپیکر است | دیگری دیگر از نادیگر است

۴۵۔ الوجود بین العدمین عدم: عمر امکانی نام آں وقفہ است کہ مابین دو عدم است۔ یعنی دمے اندرون بردن و دمے بیرون کشیدن در میان ایں ہر دو حال عمر است وقتے باشد کہ ایں حال قائم نماند پس ہر دم و ہر قدم در حساب و کتاب باشد اللھم حاسبنی حسابًا یسیرا۔

۴۶۔ اسمائے حسنیٰ: نظامِ امکانی ایک طاقت خداوندی کے تحت ہے وقت مقررہ تک ہے پھر انقلاب طاقت میں ذات اقدس مختار ہے۔ در اصل تغیر و تبدل، آخرت، دنیا و عقبیٰ ایک طاقت کا انقلاب ہے۔ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید

بندہ کے نزدیک تمام صفات ایک طاقت ہے۔ اور اس طاقت کے واسطے موافق مشیت و ارادہ انقلاب۔ تو اس انقلاب کا امری حصہ قدرت کے پاس ہے

شہودی آثاری حصہ مثل موت وحیات ، نفع وضرر ، شفا وعلت ، امکان کے پاس ہے یعنی امکان ہے ۔ مخلوق ہے تو اسمائے حسنیٰ بتمامہ ایک طاقت و قدرت ہے کہیں اس کا نام حلم ہے یعنی وہ حلیم ہے اسی طرح کرم علم ، بصر ، سمع ایک طاقت کے نام ہیں جدا جدا مظاہر کے واسطے ۔ یہ نام برائے مظاہر مختلفہ ہیں ورنہ ذات ایک ہے اور قدرت و تصرف بھی ایک ہے ۔

۴۷۔ طریق معرفت کا سفر کیونکر طے ہوتا ہے :۔

ترک لایعنی سے ، عمل تشریعی سے ، اور دوام حضور سے یہ منزل ارادی ، قلبی ، عزمی ہے ۔ جسمانی ، قدمی ، ناسوتی نہیں ۔

ادب سے علم آتا ہے یہ اتباع سنت ہے یہ وسیلہ ہے معرفت کا ۔ یہ مرتبہ کتابوں سے ، علوم وفنون سے ، زور بیان سے حاصل نہیں ہوتا ۔ بلکہ کسی عارف کی صحبت میں حاصل ہوتا ہے ۔ کیونکہ یہ ایک نور ہے جو باطن میں کسی قلب منور کے ذریعے دوسرے قلب میں منتقل ہوتا ہے ۔ اگر بیان سے کچھ حاصل بھی ہو جائے تو وہ عارضی ہوگا ۔ حجابات ۔ تعلقات ناسوتی ۔ لایعنی سے سلب ہو جائے گا اس کے لیے تبتل ، انشراح قلب ، انخلائے قلب اور توجہ قلب ضروری ہے ۔

۴۸۔ تقرب الٰہی کے تین ذرائع ۔

(i) **علم** ۔ اس سے احکام الٰہی معلوم ہوتے ہیں ۔ پھر سلوک الی اللہ شروع ہوتا ہے جاتے کے واسطے راستہ کی ضرورت ہے ۔ یہ احکام صراط مستقیم تشریعی ہے ۔ یہ عبارت ہیں ۔ ایمان بالکتاب اور اتباع رسول ؐ سے

(ii) **عمل** :۔ عمل سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے ۔ جو ولایت کا مقام ہے بغیر تقویٰ کے ولایت اور قرب ممکن نہیں کیونکہ ایسا ہونا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت ہے اور ایمان کا جزو ثانی اطاعت رسول ہے ۔

(iii) **اخلاص**:- اخلاص سے توحید ذاتی - وعمل از شائبہ شرک و بدعت خالی ہوجاتا ہے اور قابلِ قبول درگاہ خداوندی عمل خالص ہے۔ جس کے بغیر رضائے اقدس مشکل ہے اخلاص یہ ہے کہ چیزے از حصۂ نفس ندارد۔

۴۹ - تقرب الٰہی کا بڑا ذریعہ ذکر الٰہی ہے ۔ ذکر کا بڑا ذریعہ بسیط ہے ۔ یعنی قوت استعداد ذاکرانہ اور کمی قوت ذاکرانہ کا نام قبض ہے ۔

۵۰ - خیر الناس من ینفع الناس :- قضائے الٰہی ہے جو کسی کو خیر الناس بناتی ہے کسی کو شر الناس (العیاذ باللہ الغفار) بعض افراد کو اللہ پاک مظہر ربوبیت برائے تربیت مخلوق خود تیار کرتا ہے اور تربیت صوری کا کام ان سے لیتا ہے ۔ اور وہ ذاتِ اقدس خود مربی حقیقی ہے امراً و حکماً اور تربیت نظام کونی بواسطہ اسباب جاری کرتا ہے ۔ تو بعض کو تربیت عام کے لیے مقرر کرتا ہے کیونکہ ذات اقدس حاکم ہے اور حکیم ہے ۔ حاکم کا مطلب حکم کرنا تشریعًا ۔ الہامًا ۔ القاءً ۔ توفیقاً و استعداداً و حکیم ثمرہ راز از مظاہر مصرفیہ صادرہ و واقعہ ظاہر کرتا ہے اور ذریعہ ثواب من الخیر اور ذریعہ عذاب من الشر بناتا ہے اور نظام عالم کونیہ ، امریہ تا وقت مقرر قائم رکھتا ہے غرض کوئی کام حکمت سے خالی نہیں پس بر تکالیف صبر باید کرد و نیت ہر عمل للہ باید کردن فعلاً مثلاً حسنات و خدمات خلق و ترکاً مثلاً سیئات و مکروہات و محرمات و مفسدات پس عمل حسنہ عبادت ہے اور ترکِ سیئہ تقویٰ ہے و تکمیل ایمان از عبادت و تقویٰ باشد کہ عبادت یعنی نیکی و معصیت یعنی بدی ہر دو کرنا تو ثمرہ نفاق و تنقیص ایمان ہے (العیاذ باللہ) از عمل مخلوطیہ نفاقیہ ۔ الغرض خدمت خلق ذریعۂ رضائے خالق جل شانہٗ ہے ۔

حکمت محض است اگر لطفِ جہاں آفریں
خاص کند بندۂ مصلحت عام را ! (حضرت شیرازی)

۵۱ - لوگ تین قسم کے ہیں - عام، خاص اور خاص الخاص -

خاص اور خاص الخواص کی معرفت تحقیقی، شہودی اور علینی ہوتی ہے۔ اس لیے صلہ بھی معائنہ اور حقیقت کے ساتھ ملے گا۔ ان کی نگاہ دنیا میں حقیقت پر تھی اس لیے آخرت میں بھی حقیقت پر ہوگی - سرور و لذت از تجلی حقیقت الاشیا حاصل کریں گے۔

عوام چونکہ حجابات ناسوتی صورت امکانی میں بند ہیں یعنی فنا فی الصورت ہیں۔ تو ان کو آخرت کی نمائش بھی مثلی صوری ہوگی - اگرچہ وہاں پر امکانی صورت نہیں ہے - لیکن تمثیل امکان پر قادر مطلق قادر ہے تو ان کو سرور از تمثیلات ہوگا۔ کما ھو شان الربوبیہ -

۵۲ - **امکان**: در حقیقت امکان دو طرف دارد یک طرف خلقی کہ بمنزلہ نمائش است دوم امری کہ ذات اقدس است - پس قرب و بعد ہر دو گم شد - معائنہ ذات در ذات است و فنا، فنائے فنا ہست کسبًا باشد یا موھوبًا

۵۳ - دوام استغفار ایمان کی شرط ہے اور یہ شرط ذاکر کو بلا تکلیف حاصل ہے - اصل ایمان ذکر ہے - ذکر میں جو تاثیر تجلیات و کیفیات حاصل ہوتی ہیں وہ کسی چیز میں نہیں - استغفار کے ساتھ نور ایمان کی تکمیل ہوتی ہے درود کے ساتھ ایمان کا رسالتی جز وقوی ہوتا ہے -

۵۴ - **ادائے شکر**: - انسان از ادائے شکر قاصر و عاجز ہے لیکن یہ عجز انسانی خود بخود متشکر شاکر ہے کیونکہ قدر عطیات ربانی کما حقہ ذاتِ اقدس ہی جانتا ہے - لیکن انسان مامور بالشکر ہے تو امتثال اوامر کے ذریعے انسان شاکر ہے در حقیقت عارف ذاتِ اقدس خود ذاتِ اقدس ہی ہے انسان صرف ایک مظہر شکر ہے - جس کے معنی ہیں قدردانی - ہماری معرفت بھی ناقص ہمارا شکر بھی ناقص -

۵۵ : ذاتِ اقدس کا تصور قلب، ارادے میں کرو - اور صاحبِ نگاہ بنو - فقر نگہبانی کا نام ہے مراقب ذاتِ اقدس در ارادۂ نفس رہو -

۵۶ - غیر اللہ سب حجاب ہے - اگر ماسوی اللہ طلب کرے تو حجاب میں ہے -

۵۷ - ذکر نفس نہ کریں - ذکر اقدس یعنی ذات اقدس کا معائنہ کریں کیونکہ ذکر پاس انفاس نفس کا معائنہ اور توجہ الی النفس ہے - نفس ناسوت ہے اور ناسوت کی طرف توجہ نزول ہے - تکلیف نزول سے ہوتی ہے - تصور ذاتِ اقدس کریں دائماً یہ مقام تمکین ہے اور نفس مقام تلوین ہے - دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے -

۵۸ - تعلقات کا چھوڑنا کسبِ حلال کا ترک کرنا کوئی کمال نہیں بلکہ سبب پریشانی ہے دنیا کی محبت اور حرص حجاب و عیب ہے - مگر ضروریات اور کسب و ہنر عیب نہیں بلکہ ایک ذریعہ کمال و اطمینان ہے امور کا کرنا نہ کرنا اللہ کی طرف موڑو - صرف نظامِ حیات کے لیے اسباب میں غور کرنا کوئی معنیٰ طریقت نہیں - ذکر فکر کی طرف ہر وقت متوجہ رہنا اور اپنی امانت کو بحال رکھنا ضروری ہے -

۵۹ - از ہر عبادت فراغت آسان است لیکن از ذکر فراغت تا یوم القیامہ نباید - چنانچہ ذکر دوام ایمان است و دائم ایمان با ذاکر باشد کہ اللہ الکریم است و غیر ذاکر را ایمان تقلیدی باشد و ذاکر را ایمان تحقیقی تخنیری - اختیاری باشد - غیر ذاکر را اضطراری

تحذیری

حضوری

۶۰ - ارواح مغضوبہ کا تدافع ارواح مرحومہ سے ہوتا ہے - از روئے تکوین اسبابی

وھو تصرف الموھوبہ للمربی الحقیقی -

۶۱ - عالم علوم تشریعی و علوم تصدیقی سے واقف ہے مگر علم ذوقی و ایقانی کم یاب ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ صاحب عرفان و صاحب ذوق بنے اور معائنہ سے گذر کر معارف لدنیہ سے مشرف ہو - اور مقام ایقان سے فائدہ حاصل کرے ورنہ علوم بیانیہ، زلالیہ وہمیہ، ظنیہ، شکیہ میں رہے گا - العیاذ باللہ العزیز الغفار جل شانہ

علم آں باشد کہ ایقان زایدت
نورِ ایمان از نگاہت زایدت

در حضورِ حق مقام دِل نشیں
اندر آں منزل جمالِ حق بہ بیں

بے حضوری ہر عبادت کاسد است
بے نگاہے ہر ریاضت فاسد است

۶۲۔ تصوف کا وصول از محاورات ۔ مجادلات ۔ روایات ۔ درایات ولغویات ولالعینیات واز توجہاتِ غیریات مبرا وپاک ہے ۔ کیونکہ تصوف کا مطلب باطن کو از ماوراء صاف کرنا ہے ۔

وھو ثمرۃ المشاھدۃ والمعانیہ صفاتًا یا اسمًا یا افعالًا یا ذاتًا وھو غایۃ العبادۃ

یعنی توجہ ذاتِ اقدس ۔

۶۳۔ بدن کا حرکت کرنا :۔ ارادہ ذاکرہ سے ذکر اختیاری قلبی ، غیر اختیاری حالی ہو جاتا ہے ۔ اور بدن پر غلبہ ذکر سلطان الاذکار بن جاتا ہے اور ارادہ سے بند ہوتا ہے یہ تبدیل حال ہے شکر بر شکر اللہ ویاد حال ہے ۔

۶۴۔ اتخذ وامن دون اللہ ...... بشارت توحید ایقانی ہے ۔ مادون پر اعتماد واعتقاد نہ کرنا اسباب سے درگزر تکیۂ ایقانی درامر تکوین بر کائنِ واحد باید کرد ۔ شغل اسباب ذریعۂ مقصود دانید ۔

۶۵۔ الدین الخالص :۔ دین کا مطلب احکام خداوندی و قانون یزدانی ہے درامتثال اوامر واجتناب نواہی عزم اللہ العزیز بابدو نزداہلِ باطن ہمہ اسباب بے تدابیر لایعنی ہے ۔ عند الاستحضار پس عمل برائے عظمت

الوہیت وابتغائے مرضیت بابد۔ یہ اشارت بر توحید ذاتی ہے۔

۶۶ - **نفی اثبات** :- یہ لفظ جناب کی سماعی تمیز نے جدا نہیں کیا۔ یعنی لفظ بحث، بعد ہے یعنی بُعد از نفی اثبات کہ عبادت از ذکر ارادی مخلوطی ہے۔ چنانچہ خاصئہ ناسوت شرک و دوری ہے تو ناسوتی ذکر نفی اثبات دونوں ہیں لا الٰہ الا اللہ ہے۔ اس ذکر ناسوتی کی تکمیل کے بعد ذکر جلالی جبروتی ملکوتی ہو جاتا ہے کہ خاصۂ ملکوت توحید و تقدیس ہے تو خیر العمل اسم ذات اشارت بہ عبدیت خصوصی ہے۔ وھو الاثبات الذات الاقدس جل شانہٗ عملاً و عزماً

۶۷ - **دائماً سفید روشنی درمیان پیشانی** : تجلی نور اخفائی ہے چنانچہ بطرف حقیقت کعبہ مائل ہو گیا اور ہدایت صوری بن گیا۔

۶۸ - **کعبہ ہوا پر** :- یہ نور حقیقت کعبہ مصور شدہ بصورت کعبہ ہے و دوران حقیقت کعبہ ہے جو نازل من اللہ ہوا۔ یہ کمال تربیت یزدانی ہے اور ولایت علیا ہے من جانب اللہ محض عطائے خداوندی ہے بشارت قرب و ربوبیت یزدانی ہے۔ زیادہ کوائف را حاجت نیست۔

۶۹ - **فاصبر لحکم ربك الخ** :- اگرچہ مقام صبر موہوبی چیز ہے لیکن تصبّر کسبی، عزمی و ارادی ہے۔ چنانچہ بندہ بر کسب تصبر مامور ہے بقول عارف ؎

متاع وصل جاناں بس گراں است

گر ایں سودا بجاں بودے چہ بودے

(حاشیہ:) زبانِ تبشیری — بشارت اقدس — مقام عبدیت خاصہ منتہائے کمال است — عبدیت از عبد و ربوبیت از رب — بتوضیح روح — از حد ارزاں بودے

چنانچہ مقام رضا تک پہنچنا آسان واز راں نہیں۔ ہاں احوالِ امکانی را ختم و انجام است و آخرت از ختم و انجام پاک است و امتثال امر طوعاً و کرھاً فرض بندہ است و استعداد امتثال موہوبی۔ از عکوس انوارِ ہدایت است، و عمل کردن از بندگیٔ بندہ است صورۃً و معناً توفیق از ہادیٔ مطلق اللھم ارزقناہ بکرمک یا کریم۔

۷۔ بہ کوائف محمودہ حمد باری و بدولت ذکر فکر شکر باری باید کرد۔

نتیجہ:۔ مؤحد را نظر بر نتیجہ نہ باید۔ چنانچہ نتیجہ حصۂ نفس است و محبت محضہ باذاتِ اقدس باید و عبادت برائے امتثال امر۔ و ترک نواہی ایضاً برائے امر عبادت باعبادت ہست۔ و حجاب درمیان حق و عبد تقاضائے نفس است ورنہ وصل در وصل واصل با اصل۔

انسان را دو جہت است یکے جہت نفس کہ عین حجاب است اگرچہ در صورت عبادت است لیکن در حقیقت توجہ بہ بت است۔ و جہت دیگر ملکوت کہ عبادت از نورانیت عکسی ہست و تجلیات افعال است، ایں جہت، جہت وحدت و جہت مقصود است، و دار و مدار ایں ہر دو عمل قالبیہ لطیفہ است کہ عبارت از عمل صوری است و یکتائی ست عبارت از عمل معنوی باطنی است، کما ھو المقصود۔ پس افوض امری الی اللہ خلاف نفس است در حال و قال و خلاف نفس، قرب حق است، و ایں فراغت است کہ عبارت از خوشئ دِل و اطمینان قلب و حضوریٔ دِل۔ یعنی ارادہ مجردہ از خلق و عمل مفردہ از حصۂ نفس اگر عقباً باشد کما قال عارف شیرازیؒ ؎

بفراغ دل زمانے نظرے بہ ماہ روئے یہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے وہوئے

بہ فراغ دل با جمعیت ارادی با احدیت یزدانی۔ زمانے:۔ اندک ساعت نظرے:۔ یک نظر کہ عبارت از رسائی است۔ بہ ماہ روئے:۔ بہ طرف ذات اقدس کہ ظاہر صفت است بہ ازاں کہ الخ از تمام عمر و لبسیار عبادت ظاہری

کہ باشور، واشاعت، وسمعہ باشد بہتر است پس حضور اہلِ حضور کہ عبارت از یکتائی عمل است از عبادت دہر بہتر است پس نتیجہ خود حجاب است وعافیت کہ عبارت از صحت ارادت است از علت ماورا۔ ومعاون فراغت است وایں بر سہ قسم است۔ اوّل عافیت شریعت کہ بجا آوردن اوامر واجتناب از نواہی است۔ دوم۔ عافیت طریقت کہ عدم اختلاط عوام الخلق است۔ سوم۔ عافیت حقیقت کہ ترک ہوائے نفس وتسلیم قولئے ظاہری وباطنی وایں عافیت بتائید ربانی جل شانہ پردۂ امن درمیان بندہ وگناہ بندہ پیدا می شود کہ از گناہ کردن مانع شود۔ وایں پردہ معنی مغفرت است۔ چنانچہ حق سُبحانہ تعالیٰ پردۂ از تجلی صفت غفور درمیان بندہ وعصیان بندہ نازل کند۔ وگناہ گنہگار مناقشہ نہ کند وایں را حساب یسیر گوئند اللھم حاسبنی حسابا یسیرا کہ از شمار بدن گناہ درگزر کند بفضل خود۔ واللہ اعلم۔ وھذا شرح المغفرۃ والعافیۃ والفراغۃ عند جنون گڑنگ۔

وایں درسِ تدریس درمیان استاذ وشاگرد مدتے خواہد کردن عبارت از تربیت است وتربیت شیخ آں وقت باشد ضرور کہ مرید را حال وقال یعنی ظاہر وباطن ہمہ معاملات باسنت بود واز سر موئے خلاف سنت نہ باشد از ہوائے نفس بقدر یک پائے مور وپر مور نباشد۔ یعنی از خواہشاتِ نفس چیزے نماند۔ ودر عمل لغیر سنت دیگر چیزے نماند وانقیاد شیخ دریں راہ کبریت احمر است۔ مرید را باید کہ پیر خود را خدا رسیدہ داند۔ اگرچہ قاصر باشد وتقلید پیر در امور جائزہ مسنونہ مشروعہ ضرور باید کرد۔ ایں تدریس باطنی است وحضرات چشت را دار ومدار بہ آداب پیر زیادہ باشد وتدریس مدرسۂ دل را از دیگر تدالیس ضروری داند۔ وہر کار نیک کہ برائے رضائے خیر بیدہ الخیر باشد۔ آنرا انجام خیر باشد وشکے وشبہ نباید کرد۔ چنانچہ بسط بر قدما وسیع است چنانچہ رحم بر غضب وسیع چنانچہ شیطان در وقت غضب الٰہی جلّ شانہ سوال دوام حیات کرد وقبول شد۔ ایں ثمرۂ

یقین شیطان بود بر وسعت رحم و براجابت دعا۔ کہ اجیب دعوۃ الداع است
در عین غضب سوال او رمنظور شد ومن المنظرین گشت۔

۷۱۔ لطیفۂ قلب کا خاصہ ذکر ہے لطیفہ روح کا خاصہ حضور ہے لطیفہ سر کا خاصہ مکاشفہ اسرار ہے لطیفۂ خفی کا خاصہ مشاہدۂ صفات ہے۔ اور لطیفۂ اخفی کا خاصہ معائنہ ذاتِ اقدس ہے۔ تنقد یساً اور رب العزت مواقق مشائے خود عنایت علوم لدنیہ، وفہم وتفہیم تقدیراً۔ تدبیراً کرتا ہے وکل شیئ قدرناہ تقدیرا۔ واللہ اعلم۔

۷۲۔ اگر ہو سکے تو ختم حضرت مجددؒ کرنا۔ بدایں دستور کہ یک صد بار درود شریف۔ بعدہٗ پانصد بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ بعدہٗ یک صد بار درود شریف روزانہ خواہ رات ہو یا دِن۔

۷۳۔ ایک آدمی بہت عابد ہو اور نوافل بہت پڑھتا ہو اور ذکر نہ کرتا ہو تو وہ آدمی کمزور ہے اور اگر ایک آدمی کم نوافل پڑھتا ہو مگر ذکر کثیر کرتا ہو تو وہ کامیاب ہے۔ لہذا کثرت ذکر ہونا چاہیے۔

۷۴۔ شکایت۔ نفس مغلوب نہیں ہوتا۔

جواب۔ اگر نفس کو مغلوب کرنے کا ارادہ ہو جائے تو یہ ایک قسم توجہ الی النفس ہو گی جو حجاب در حجاب ہے اس کا علاج یہ ہے کہ حکمت سے کام لیا جائے اور اسے متوجہ الی الغالب ذات باری تعالیٰ کیا جائے۔ خود بخود مغلوب ہو جائے گا۔ غلبۂ توجہ یکتا ہے۔
چونکہ نفس متوجہ الی الحظوظ خود ہے اس کو مجبوراً طوعاً وکرھاً متوجہ در ہر عمل صادرہ ارادیہ، علمیہ، عملیہ، ظاہریہ، باطنیہ بطرف ذاتِ اقدس کرنا چاہیے اور یہ عبدیت ہے مقبولیت ہے۔ محبوبیت ہے۔

اگرچہ نفس در ارادہ امری از اوامر دنیا وعقبیٰ خللے پیدا کند در نیت۔ لیکن وہ غیر اختیاری ہے۔ عمل اضطراری پر مؤاخذہ نہیں۔ بلکہ مؤاخذہ در عزم ہے۔ العیاذ باللہ

۴۷ - ایک مریض کی عیادت :-

یہ محض عنایت ربانی و رحمت رحمانی ہے۔ بندہ کے ادراک سے انوار و اسرار
صحت شافی مستور رہے جس کا نام صحت راحت و آرام ہے صرف اس قوتِ کاملہ
کے آثار کا احساس ہے۔ ورنہ کیف قوت شافی از ادراک بیرون و بے چوں صفت ہے
تصرف قوتِ ضارّہ از اعیانِ بیان پاک ہے صرف اس فعل ضارّہ کا
اثر زیرِ احساس ہے۔ جس کا نام تکلیف و بیماری ہے۔ اللہ رب العزت از روئے
تربیت و بیداری و ہوشیاریٔ مایاں جناب کو زیر تجلی ضارّہ کے تربیت دے دی۔
اور ہمیں اپنے علوم و فنون سے خالی کر کے متوجہ الی الذاتِ اقدس کر دیا۔ یہ دعوت
الی اللہ تھی بذریعہ مرض۔ ورنہ ہم دولت شفا سے غافل و ناشاکر تھے۔ وہ نعمت خور
دانت۔ جو گوناگوں غذا کو پیس کر پیٹ میں بھیجتا ہے۔ مریض اس دانت کی نعمت
سے بے خبر تھا۔ اس وقت محسوس ہوا کہ دانت ایک ذریعہ املاج قوت غذائیہ ہے
واز کمالات دنداں و اسرار دنداں کہ مظہر جلالت جلال است اکنوں احساس کردم
عبدالمجید را باید کہ از مجدیت دنداں بطرف مجید مطلق متوجہ شود۔ و خادم مادر و پدر
گردد کہ دندان مجیدیہ را اصل دندان مادر و پدر است واللہ اعلم۔

مسئلہ دندان دور و دراز است مختصر ایں کہ آلہ تربیت رب کریم است و خزائن
لذائذ ہضمیہ، مذاقیہ تعلق بدنداں دارد و ایں ہضم در ابتدا بذریعہ دنداں حاصل شود
باقی درجات ہضم تعلق بہ معدہ، رودہ، جگر، مرارہ و ارکان بخارات لطیفہ میدارد تا بہ
خون۔ و چون خون گردد بعد از ہضم خون قوت حیوانیہ تمیزیہ، عقلیہ، علمیہ، فہمیہ، ادراکیہ،
احساسیہ لامہ، شامہ، ذائقہ، باصرہ، سامعہ وغیرہ، از ہضم دم پیدا می شود، یعنی
ایں خون در ہر یک مقام علیحدہ صورت پذیر شود بعد از جملہ ہضوم قابلِ قبول روحانیت
گردد۔ کما لا یخفی عن العارفین۔

۷۶ - مرض حملہ بر نفس می کند۔ و نفس عبارت از ارکان اربعہ است، چون از ترکیب اعتدالی بایکدیگر قابل قبول روح امری شود وقیام بدان بہ روح۔ و علم، عقل، فکر، فہم، خیال وغیرہ فروعات روح است۔ و بدن فقط مظہر ایں فروعات است۔ چوں مظہر خراب شود اعتدال خراب شود چوں اعتدال ترکیبی خراب شود استعداد خواصی، دافعالی، وتصرفی خراب گردد۔ چونکہ قابل قبول روح امری نباشد پس مایہ قیام البدان خارج شود۔ نامش موت است۔ موت برائے ارکان اربعہ باشد نہ برائے روح امری کما لا یخفی

۷۷ [ ] یہ شکل لطیفۂ اخفی کا نور نازلہ ہے۔ بہت محمود ہے۔ یہ سب مخلوقی انوار ہیں جو مقصود کی طرف دعوت و دلالت ہے عین مقصود نہیں۔ ترغیب الی المقصود ہے۔

۷۸ - وسیع میدان عرش عظیم کے دائیں طرف ہے جو صالحین مقربین کے حقائق کا مجمع اور ماویٰ ہے۔ جو بندہ کے مذاق میں قرب صوری کیفی ہے اور تربیت امری کی خلقی طرف ہے واللہ اعلیٰ۔

۷۹ - پریشانی اور اس کا علاج :-

پریشانی کی تین قسمیں ہیں (۱) مبتدی کی پریشانی۔ اس کا علاج اور اصلاح توجہ الی الشیخ ہے یعنی شیخ کے اعمال، اقوال، احوال پر نظر ہو۔ اور بیعت، تعلق، محبت، اعتماد۔ اعتقاد و ارشاد شیخ، و اسباق و اوراد ارشادیہ کو مدنظر رکھیں۔ ذات پیر کو تصوراً حاضر نہ کریں نہ اعتقاداً کیونکہ حاضر و ناظر اعتقاداً صرف اللہ رب العزت ہے۔ اس صورت خاصہ میں کوئی ممکن داخل نہیں۔ ہر چند فکر ادھر ادھر دوڑتا ہے۔ لیکن ان اشیائے مذکورہ کی طرف راجع کرے۔ یعنی اعمال و اقوال شیخ تو مبتدی کی پریشانی رفع ہو گی۔ " برائے مرید صادق"

۲ - متوسطین کی پریشانی :- اس کا علاج و اصلاح توجہ الی الذکر ہے۔ کثرت

ذکر کرے اور فرضیت ذکر کو نہ چھوڑے ۔ چنانچہ نماز کا چھوڑنا جرم عظیم ہے ۔ اور ذکر کی فرضیت غیر مؤکدہ ہے ۔ ایک لمحہ فرصت نہیں ۔ اس لیے ذکر، استغفار، درود شریف تسبیحات وغیرہ پر زور لگائے ۔

۲ ۔ منتھی کی پریشانی :۔ اس کا علاج توجہ الی ذاتِ اقدس ہے ۔ ذات سے توجہ قطع کرنا ہلاکت روحانیت و مسخ حقیقت ہے ۔ اگر خواطر غیر اختیاری بشری طبعی حملہ زن باشد لیکن متصور ندارید و شرم از ذات باید کہ دِل جو آلۂ وصل ہے یعنی ارادہ اس ذات سے جدا کر کے کسی غیر سے پیوست کرنا باعثِ شرم و عار ہے ۔ وو عدہ عشق و محبت نسبت روح بے فروغ ہوگا ۔ الغرض معاملات کونیہ نظامیہ حوالۂ ذات کریں ۔ کیونکہ لا تتحرك ذرة الا باذن الله پس کیا مناسب اہل نسبت ہے کہ تصور امر غیر اختیاری کریں ۔ اور اوقات ذاکرانہ، تصورانہ بدل بہ خسرانہ حادثانہ کریں ۔

الاوامر امتثالاً واجتناب النواہی تقویٰ ھو قرب الشریعۃ الغرّاء
وقرب الطریقۃ ھو الاستحضار والفناء عن ماسوی اللہ والشہادۃ الامکانیۃ
وقرب حقیقت ۔ ھو البقاء مع الافاضۃ والافاقۃ ھو المقصود
والوصل ۔ اللھم ارزقنا بحرمۃ اسم جلالک (بیداری) ۔ یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم یا قیوم
برحمتک استغیث واجابۃ الدعاء بھذا الشرط

بندہ کے مذاق میں قد انسانی قوس ہے اس کے دو طرف ہیں ایک عالم شہادت دوسرا عالم غیب اس قوس کا تناب ، فکر و حضور رہے اور عروج حقیقت بذریعہ اسم ذات ہے از بندہ و نزول تجلیات و فیوضات ربوبیت ہے ۔ من اللہ العزیز ۔

۸۱ سیر اربعہ :-

لاہوت	جبروت	ملکوت	ناسوت
ذات باری جل شانہ	اسماء جلالی جمالی کمالی فاعل مختار	افعال تکوین	آثار عالم خلق طبعی آثار افعال

۸۲ تعریف نور : النور ظاھر لنفسہ ومظھر لغیرہ
۸۳ ۔ ماہیت نفس :۔ جسم لطیف کثیف ۔ مظلمہ ، جاریہ فی البدن غیر ذاکیہ
کالماء فی الشجر من المادیات (عناصر اربعہ) امارۃ بالسوء (صفتہ)
۸۴ ۔ الرّوح :۔ جسم لطیف ساریۃ فی البدن کالزبد فی اللبن ۔ وآلۃ للنفس
من المجردات ۔ یعنی مشیت ارادہ ، امر ، و قدرت وغیرہ
۸۵ خشوع :۔ اس فعل کا نام ہے جو انسانی ہستی کو محو کر دے یا وہ ہیبت کبریائی ذات اکبر کا نام ہے جو مخلوق کو مٹا دے اور فنا کر دے ۔ یا اس سرور و حضور کا نام ہے جو انسان کو جامۂ ہستی سے اور انانیت امکانی ناسوتی سے باہر کر دے ۔ الغرض توجہ تام الی اللہ ہو ۔

۸۶ وساوس :- وسوسہ و حدیث النفس غیر اختیاری است۔ ارادہ و نسبت اختیاری است و غیر اختیاری عارضی است ۔ پس غیر اختیاری را با اختیاری و عارضی را با اصلی دفع باید کرد۔ واللہ الموفق وھو معین ۔

۸۷ ۔ تجلی افعالی :- کبھی بصورت شجر ہوتی ہے اسے شجرۃ الکون کہتے ہیں ۔ اس کے دو پہلو ہیں ایک عروج دوسرا نزول ۔ عروج حقیقت کعبہ یعنی از امر رَبّی اور نزول بطرف کعبہ یعنی نزول تکوینی درصورت یکونی ۔ ایک طرف قدسی ہے دوسری طرف خلقی شہودی ہے کہ موسوم بہ اسم خطیرۃ القدس ہے ۔ یہ عبارت ہے انوار ذات بحت سے جو بالائے عرش ایک چشمہ کی صورت میں نزول کرتے ہیں ۔ اس چشمہ نوریہ تصرفیہ سے تجلیاتِ افعالی نظامی مستفید ہوتے ہیں ۔ اور نظامِ تربیت اس سے جاری ہوتا ہے اور شاہ صاحب نے اس کا نام خطیرۃ القدس لکھا ہے ۔ یہ ان کا ذوق ہے ۔ ورنہ چشمہ نور خلقی نظامی تصرفی ہے اور امری طرف یعنی بجانب قدس موسوم ہوا ۔ چنانچہ از کیف واین پاک است ۔ ہمارے مسلک میں اکثر حضرات اس چشمہ کی طرف توجہ کر کے انوارِ باطن ہیں وصول کرتے ہیں اس کیفیت کے اثرات بدن پر یوں محسوس ہوتے ہیں ۔ جیسے برف کی قاش رکھ دی گئی ہو ۔ وھٰذا من فضل ربی ۔

فن تعبیر علوم درسی سے مستفید ہے ۔ کیونکہ درسی تشریعی علوم تفسیر و تعبیر قرآنی ہے اور ذوقی علوم، تدبیر و تفہیم و تحقیق حقائق قرآنی ہے ۔ ایک دوسرے کا معاون و محافظ ہے کیونکہ قرآن میں علوم احکامی و علوم اسرار ہر دو موجود ہیں ۔ چنانچہ احکام محتاج اسرار ہیں اور اسرار مشتاق احکام ہیں

۸۸ ۔ حرارت ذکر سے قلب پر نور کا اثر پڑتا ہے پھر قلب سے روح میں سرایت کرتا ہے پھر روح تجلیات توحید میں غوطہ زن اور مستغرق ہو کر بدن کو متاثر کرتا ہے ۔ یعنی ناسوتی بدن بے ہوش ہو جاتا ہے اور تمیز کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے ۔ یہ ہے

"سکرِ توحید" اللھم زد فزد

۸۹ - درمیانی حصہ مقام الیقان قلبی ہے جو ذاکر وفاکر وعابد و بندہ ہے۔ ارد گرد انوار جلالی وجمالی ہیں۔ سُرخ انوار اسم ذات جلالی کے اور سفید انوار اسم ذات جمالی ہیں جو محجوبات قلب کے زنگ ہیں۔ ذکر میں محو اور گم ہونا عالم فنافی الذکر اور لقابہ انوار و تجلیات ہے۔

۹۰ - ابر چلتا ہوا محسوس کرنا:- یہ قلب کا غین نورانی ہے جیسے لیغان علی قلبی جو تکرار ذکر سے منتشر ہوتا ہے اور عروج کرتا ہے کبھی یہ غین قلب پر نازل ہوتا ہے وہ نزول انوار صفاتی اسمائی ہے کبھی قلب سے نکل کر عالم جبروت ولاہوت تک جاتا ہے حسب مناسبت قرب و بعد عملاً و عزماً

۹۱ - تلك حجتنا الخ :- القائے وارادت دلائل ولایت سے ہے۔ اور ولایت اعطائے درجات اور منازل قرب ہے۔ اور اشارت مشرب ابراہیمیؑ ہے۔ وفوق کل ذی علم علیم ...... چنانچہ صفت علیم غیر تناہی ہے۔ اور علوم کی انتہا غیر مدرک ہے۔ پس غرور نباید۔ بلکہ حصہ علمی از عطائے ربانی تصور کرنا وشاکر بہ نعمت علمیہ باید شد۔

۹۲ - امام مالک کے ایک قول کی وضاحت:-

من تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق - جس نے اپنے آپ کو صوفی سمجھا و بنا اور احکام تشریعی سے بے خبر رہا - اور معرفت اسماء اور معرفت صفات، معرفت ذاتی اور تقدیس ذاتی سے بے خبر رہا - تو وہ زندیق ہے یعنی اہل حجاب ضالہ سے ہے یعنی علم توحید، و علمِ عرفان ظاہری سے خالی ہے۔ من تفقہ ولم یتصوف فقد تفسق :- جس نے علم ظاہری توحیدی عرفانی حاصل کیا اور تعلق مع اللہ اور انقطاع عن غیر اللہ نہ کیا تو وہ حجاب اکبر والا ہے - کیونکہ وہ ذوق معرفت سے

اور انوار مذاکرت سے خالی ہے

ومن جمع بینھما فقد تحقق ۔جس نے علوم عرفانی ، علوم توحیدی اور احکام قرآنی حاصل کئے اور علوم انوار سے علاج تقدلسی ، علاج ذوقی ، علاج حالی و یکتائی ارادی ، جمعیت قلبی اور قطع تعلق عن غیر اللہ کیا تو وہ اہل تحقیق سے ہے اور مومن محقق اور عارف مدقق ہے اللھم ارزقنا ہ

۹۳۔ایک شعر کی شرح :۔

صنمارہ قلندر سزد ار بما نمائی کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی

صنما !۔ اے معبود ! اے مقصود ! اے موجود ! یا الٰہی !۔ حرف الف ندائیہ ، دعائیہ جو دال ہے داد باطنی پر۔ اصطلاح عشاق میں یہ حرف داد تامہ ، اخلاص خاصہ پر دال ہے ۔یعنی دعا ، گریہ ، زاری ۔

رہ :۔ استعداد و دستور ، و توفیق و قوت کسبی و قوت موہوبی یعنی ارادہ ، و صباح ، حضور ، جمعیت قلب و تعلق ارادی وغیرہ

قلندر :۔ متوجہ الی اللہ و فانی از ما سوی اللہ و یکسو ، و باقی باللہ ، و نگہبان قلب و اہل دل و اہل حضور ۔

سزد :۔ مطلوب و مقصود و مدعا و درخواست و التجا و ضرورت و مناسبت و تمنا مناسب وقت ۔

ار یمن :۔ اگر در باطن من ، القا ، پیدا ، ہویدا و غوغا ۔

یعنی اگر قوت ارادی من کہ عبارت از ارادت روحانی است و استعداد القانی ، وجدانی و حقیقت وجدانی ، مذاقی ، مقامی ، دائمی سکرانی ، صحوانی و عوانی ، ہوشیاری و بیداری سلوکانی ، و انجذابی و تشریعی ۔ چنانچہ حرف ار ، دال بر تضرع و انکساری و عجز کہ دستور اہل طلب بر مطلوب بہ طریقۂ عجز است

نمائی :- عطا، بخشش و ہدایت و کشش و یکتا و یک بین سازی، کہ عبارت از معائنہ ذات اقدس است۔

کہ دراز :- ذرائع قرب الٰہی بسیار است و محدود ذرائع پنج بنا است و ہر عمل کہ کردہ شود۔ پس دار و مدار عمل بر نیت و ارادت است باید کہ اصلاح نیت عطا کنی چنانچہ در عمل خلل انداز نفس و شیطان است کمالاً و پراز حجابات حظوظیہ نفسانیہ۔

دور دیدم :- پراز حجاب و نقاب عبارت از عذاب و ثواب، سزا، جزا، حساب و کتاب، شمار و قطار، و کم و بیش و تفریط و افراط وغیرہ نقائص بشریہ

رہ :- شریعت، طریقت، حقیقت و معیت، و غیریت و عفت، و غفلت، و کدورت، و ندامت و جہالت، و امانت و خیانت، و سنت و بدعت، و فرض و واجب و سنت و نوافل وغیرہ۔ اگر دریں اعمال کردن، برائے رضائے الٰہی و ترک از خوف الٰہی نباشد مشکل در مشکل کما لا یخفی پس علاج قبولیت ہر عمل تصحیح نیت و ارادت است۔

زہد :- پارسائی، فقیری، مشیخت، مولویت، وعظ گوئی یا بزرگی سے جاہ و جلال مطلوب ہو تو یہ عمل حظ نفسانی سے ہوتا ہے اور اس سے بچنا بڑا مشکل ہے

۹۴ :- تعریف نقشبندیہ :-
نقشبندیہ کے معنی تصویر حرفی۔ اسم ذاتِ اقدس کا لفظ۔ رسم حظ کا نقش و تصویر و صورت حرفی کے لیے دل پہ تصور کرنا۔ اس نقش کو خواہ سونا چاندی سے خواہ سیاہی سے جس رنگ کا مطلوب ہو دِل پہ نوشتہ کر کے تصور کرنا۔ یہ ذکر حرفی صوری ہے۔

دوامِ تصور سے حیاتِ دِل کہ عبارت ہے ارادۂ حیاتی قلبی سے خود بخود

ذاکر فاکر ہوجاتا ہے اور عجائبات انوار ارادہ اس تصور مبارک سے گوناگوں پیدا ہوتے ہیں - یہ ذکر خفی ہے -

---

ذوقیات

۹۵ - بندہ کے نزدیک نقش ارادی بہ چشم نقاش ارادہ شود - در ارادۂ خود و بدن - یہ ہے نقشبند -

۹۶ - ذکر بندی - تکرار اسم ذات جلالی مبارکہ ہے - چنانچہ ذکر بمعنی بیان اور بیان بغیر تکرار نہیں ہوتا ہے - اس لگاتار اور پے در پے تکرار سے کیفیت انوار دِل میں سرایت کر کے دِل کو روشن و تاباں کرتی ہے اور حیاتِ دِل بہ ذکر بیانی جاودانی ہو جاتی ہے -

۹۷ - ارادہ بیانیہ در ارادۂ خود بیان ذکر بہ لسان ارادہ بیانیہ خود بخود میکند -
فکر بندی :- اپنی قوتِ خیالی کو ذکر کر کے وقت صفات مذکورہ کے ساتھ رکھنا باکمال استغراق جلالیت مذکور اور باکمال اشتیاق جمال مذکور کو مطلوب و مرغوب بنانا چنانچہ تصور لقائے ذات بعد از فنائے امکان حال دِل و قال زبان ہو جائے اور تعارف حقانہ واجبانہ غیر منفک بن جائیں -

۹۸ - ارادہ فاکرانہ خیالانہ در ارادہ فکر یہ خود بخود فکر سے ہوتا ہے - چنانچہ تار برقی میں برقی رو خود بخود براق شفاف و روشن ہوتی ہے - شمار و تکرار کی محتاج نہیں تعلق محضہ پہ مدار ہے - فاذکرونی اذکرکم عبدیت و ربوبیت ، کسبیت و تربیت ، عاشقیت و معشوقیت - عروج و نزول ، رحمت سکینہ و سکینیت ، خرام و آرام ، نیاز و ناز ، سوز و گداز ہے -

ہمہ آہوانِ صحرا سر خود نہادہ برکف بہ امیداں کہ روزے بہ شکار خواہی آمد

۹۹ - ارادہ بندی :- افکار لایعنی سے دولت یکسوئی غارت ہو جاتی ہے - اور حیاتِ ارادۂ توحیدی پریشان ہو جاتی ہے یہ لازم حال ہے کہ ہر وقت نیت بطرف مقصود واصل رہے -

۱۰۰ - نیت را در نیت خود بہ قوت نیت خود بخود قرار گرفتہ - چنانچہ صحت عمل موقوف ہے صحت نیت عمل ارادی عزمی پر - ارادہ روحی انسانی موافق حکم خداوندی و دستور شریعت موافق شریعت عزا داشتہ - علماً و عملاً -

ارادہ البقانی نور ہی ہدایتی بطرف لقائے ذاتی صمدانی پیوستہ ہے - قیاماً وقعوداً و جنوباً - چنانچہ یہ مقصود حیات امکانی ہے اور برائے تعارف لامکانی جل شانہ ہے -

مقام عاشق و معشوق در ارادۂ تو ز وصل و فصل حیات است در ارادۂ تو
سرور وصل ز شان ارادہ میداری فزون فضل ز شان ارادہ میداری
ز تاؤ تاب خودی خود بخود چہ مے تابی کہ وصل و فصل ز ارادہ خود بخود یابی
مقامِ یار و اغیار در ارادۂ تو ! نظام قرب جدا است در ارادۂ تو

الغرض مؤثر در قالب تو قلب ہے - اگر قلب پریشان ہے تو بدن پریشان ہے اگر قلب اطمینان و سکون پذیر ہے تو بدن بھی مطمئن اور سکون پذیر ہے - ارادہ بطرف مقصود درکھنا یہ تصفیہ قلب ہے -

---

۱۰۱ - حضور بیداری :- جو چیز دنیا میں ہے وہ سب ظن اور وہم ہے - کیونکہ دنیا بمنزلہ آئینہ ہے اور دنیا کی چیزیں اس آئینہ میں عکس ہیں اور عکس خود وہم اور ظن ہے کیونکہ اس کا وجود موقوف بالغیر ہے مثل عارض کے - اور ذاتِ اقدس کا وجود

سمیع و بصیر ہے آپ کو اسی نے قوتِ باصرہ دی ہے تاکہ آپ اس ذات یکتا کو
حاضر و ناظر مشاہدہ کریں اور اپنے آپ کو فانی سمجھیں اور یہ خیال کریں کہ ہمیں اور
ہمارے عمل کو اللہ بصیر دیکھتا ہے اس کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اس عمل
سے آخر غلبہ استحضار ہوگا اور آپ اپنے نفس سے بے خبر ہو جائیں گے اور ذات یکتا
سے باخبر۔

۱۔ قوت حاضرہ خود در حضور خود بخود حاضر دارتا از حاضر شدن و غائب بودن رہا شوی
پس چہ ارادہ خود بخود فاعل و منفعل گردد۔ و دوام نظر بہ حاضر مطلق نگراں شود و
ایں قوت از برق تجلی صفت حاضر آ ہست۔

؎ حضوری گر ہمی خواہی از و غائب مشو حافظ متی ما تلق ان تھوی دع الدنیا و ما فیہا

چنانچہ قلب ارادی انسانی از انقلابات کونیہ فانیہ در اماں شود از نزول انوار ایں
تجلی کہ صفت حاضر و است پس یک قوتِ حاضرانہ حیرانہ در قلب پیدا شود کہ حیات قلب
حاضر است ؎

ہمہ شہر پر ز خوباں منم و خیال ماہے چہ کنم کہ چشم بدخو نکند بہ کس نگاہے

۱۰۳ خیال بندی:۔ جاننا چاہیے کہ انسان کو اللہ رب العزت نے تمام روئے زمین
کے جوہر سے پیدا کیا ہے زمین کی ہر قسم اس جوہر میں شامل ہے اور جوہر انسان
کا ارکان بدن ہے اور نفس تملیک و تملک کا خواہشمند ہے۔ اور خیالات
گوناں گوں اس جوہر کی تاثیر سے انسان کے قلب پر دورہ کرتے ہیں ایک دور ہوتا
ہے دوسرا دوڑ کر آجاتا ہے کیونکہ نفس ہر طرح اپنے اصلی وطن خاک کی طرف مائل
ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ خیالات لایعنی کو ذکر یزدانی سے بند کرے۔

۱۰۴۔ قوت نظر خیالی سے اللہ رب العزت کی جلالیت ذاتی و جمالیت صفاتی کا خیال
کرنا اس خیال کے غالب ہونے سے غیر اللہ کا خیال کافور ہو جائے گا۔

اللھم اھد نا التوحید ا لخیالیۃ یا اللہ العزیز

چشم بندی :۔ نظر کو بند کرنے کا ثمرہ یہ ہے کہ انسان کی نظر دلال ہے دل کی طرف سے
چنانچہ حضورِ دِل کو عجائباتِ دنیا کی طرف لے جاتی ہے تقاضئے نفس اور عجائبات ولذائذ
دنیوی کو دِل میں مقام پذیر کرتی ہے ۔کیونکہ ناسُوت کا تعلق ناسُوت کے ساتھ ہوتا
ہے اور ادھر ادھر دیکھنے سے سرور حاصل کرتا ہے ۔ اس لیے نگاہ کو بند رکھنے سے
حضور میں قوت پیدا ہوتی ہے اور یہ عمل حضور کے لیے ممد ہے کافی نہیں۔

۱۰۵۔ ارادکلی بطرف مقصود رکھنا خود بخود نظر بندی ہے اور بند کرنے میں مشغول نہ ہونا۔
ورنہ حجاب منزل ہوگا۔

زبان بندی :۔ زبان قابو میں رکھنا اور بند کرنا گویا دروازہ حضور کا بند کرنا ہے تاکہ
حضور ارادہ اس دروازہ زبان سے باہر نہ چلا جائے ۔ لعد جمعیت حقیقت جامعہ کو
پریشان نہ کرے ۔ یہ بھی معاون حضور ہے ۔آفاتِ لِسان منصوصہ ہے ۔

۱۰۶ ۔ زبانِ حضور سے بیان صفات باری جل شانہٗ کرنا ۔ شغل رحیم کریم ۔ یا حیُّ یا قیُّوم
کرنا علی الدوام آخر زبان بندی اضطراری ہو جائے گی ۔ اور بیان صفات جلالیہ
جمالیہ، کمالیہ اختیاری ہو جائے گا۔ اور اختیار کا مقابلہ اضطرار کوئی منصب نہیں
رکھتا۔ زبان خود بخود مغلوب ہوگی ۔

حدیث مطرب ومے گو وراز دہر کمتر جو ۔۔۔ کہ کس نکشود نکشاید بحکمت ایں معمارا

۱۰۷۔ گوش بندی :۔ قوت سامعہ کو اپنی طرف اصلی یعنی نور تجلی سمیع کے ساتھ ملا دے
تاکہ مقاصد ندا اور مکائد صدا سے امان پائے اور سننا سنانا کم کردے تاکہ یکسوئی
ارادہ غارت نہ ہوجائے ۔ یہ حضور کے معاون ہیں ۔

۱۰۸۔ آواز ذکر رحی وذکر خفی کی طرف کان رکھنا اور کوائف بدنیہ کو ملاحظہ کرنا اور واردات
ذکریہ فکریہ پر نگاہ رکھنا خود بخود گوش بندی ہے ۔ یہ ایک دروازہ ہے اس سے

ارادہ پریشان ہوتا ہے۔ اس کی طرف متوجہ ہونا حجاب ہے ؎

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند گر نہ بینی سرِ حق بر ما بخند

مولاناؒ کی غرض ارادہ کو بند کرنا ہے نظر زبان و گوش ارادہ کے لطائف ہیں۔ اس کا کلی نام ارادہ ہے۔ بدن کی ساری قوتیں اجزائے ارادہ ہیں۔ کسی وقت ارادہ کسی قوت کے تابع ہوتا ہے اور کسی وقت قوت ارادہ کے تابع ہوتی ہے۔ جیسا کہ شجر اور اجزائے شجر کا معاملہ ہے۔ شجر کی نسبت شاخ و برگ و ثمر کی طرف ہوتی ہے اور شاخ و برگ و ثمر کی نسبت شجر کی طرف ہوتی ہے۔ چنانچہ مسمی کی نسبت اسم کی طرف اور اسم کی نسبت مسمی کی طرف ہوتی ہے پس تمام قوای ارادہ کے مظاہر ہیں اور ارادہ ظاہر متصرف ہے قوی پر۔ اور ہر قوت کا دارومدار قوتِ ذاتی پر ہے لاتتحرک ذرۃ الا باذن اللہ

۱۰۹ تصفیۂ قلب کے واسطے تجلیہ نور اسم جلال ضروری ہے۔ علی الدوام اور اس دولتِ عظمیٰ کے واسطے توجہ القاء و فکر لقا جانبین شرط ہے تاکہ فائدہ استفادہ کا احساس ہو جائے علم شریعت اسبابِ قرب ہے۔ علم طریقت دعوتِ قرب ہے۔ اور علم حقیقت منزل قرب ہے اور وہاں تک رسائی کے لیے استاد ماہر اور راہ بر کامل کی ضرورت ہے شریعت کے اعتبار سے صفائی فناء از قوائے خود اور بقا بہ قوی قوی اقدس ہے بالواسطہ یا بلا واسطہ ہے۔

۱۱۰ تعلقات کا چھوڑنا۔ کسبِ حلال کا ترک کرنا کوئی کمال نہیں بلکہ سبب پریشانی ہے دنیا کی محبت اور حرص حجاب اور عیب ہے۔ مگر ضروریات اور کسب و ہنر عیب نہیں۔ یہ تو ذریعہ کمال و اطمینان ہے۔ امور کا کرنا اور نہ کرنا اللہ کی طرف موڑ دو۔ صرف نظامِ حیات کے لیے اسباب میں غور کرنا کوئی منع طریقت نہیں۔

۱۱۱۔ اسمائے حسنیٰ:۔ معنی حسنیٰ از احسان کہ عبارت از معائنہ ذات و استحضار ذات ہے۔ چنانچہ اسمائے صفاتی مقام تعارف ہے اس واسطے عارف اول عمل مشاہدہ

کرتا ہے ۔ یعنی تصورِ صفات ، بعد ازاں عمل معائنہ یعنی تصورِ ذات کرتا ہے کہ عبارت
ہے ذکرِ روحی سے کیونکہ حرف و تکرار و شمار سے درگزر کر کے جلالیت ذاتِ اقدس کہ
عبارت از خوف ہے و جمالیت ذات انور کہ عبارت از امید ہے لازماً دائماً تصور
کرتا ہے کیونکہ ذکر کے معنی یاد کرنا ہے اور دوام یاد حضور سے ہوتا ہے اور
دوام حضور سے عظمت الوہیت ثابت ہوتی ہے ۔ کما ھوالمقصود ۔ دِل کی
حرکت اور دھڑکنا ذکر نہیں ہاں اگر فکر اور ارادۂ ذکر ہو تو ذکر ہے ورنہ نہیں ۔
اگر ہے تو مبتدیوں کے واسطے ہے ۔ منتہی کے واسطے شغل حروف و کلمات مانع
استحضار ہے ۔ اور دِل کا دھڑکنا جو شدت سے ہوتا ہے و حرارت نوری ذکرِ اسم
ذات کی گرمی ہے ۔ چنانچہ دِل سے سرایت کر کے تمام جسم میں ایک کیفیت جذباتی
پیدا کرتا ہے یہ نورِ اسم جلال ذریعہ تعلق ہے ۔

۱۱۲ ۔ ہدایت کرنا محبت الٰہی ہے ۔ عبادت کرنا اور اطاعت کرنا محبت انسانی عرفانی
ہے پس تعلق مع اللہ محبت در محبت و اطاعتِ رسول و اتباع سنت تکمیل محبت
وھوالا ستحضار الدائم حالاً کان اوسکراً، ایقاناً کان اوجذباً
کیونکہ عشق کا معنیٰ ایک کیفیت وجدانی ہے خواہ طبعی ہو یا روحانی ، خواہ عصبی ہو
یا رحمی ، خواہ دنیوی ہو یا اخروی ، خواہ نفسانی ہو یا رحمانی ۔ بہر حال کیفیت وجدانی
آثاری ۔ جلیابی ہے ۔ پس اتباع رسول محبتِ رسول ہے ۔

۱۱۳ ۔ علوم معارف و قرب یزدانی بطور آسانی درکار ہو تو اسم ذات پہ زور لگا دیں ساگر
تصوراً نہ ہو تو قلباً اگر یہ بھی نہ ہو تو لساناً ۔ یعنی کبھی طبیعت تصور سے تنگ ہوتی ہے
تو قلباً کرنا اگر اس سے بھی تنگ ہو تو لساناً کرنا ۔ اگر ذکر کسی وقت اعضاء پہ گراں
ہو جاتا ہے تو استغفار ، درود شریف اور تسبیح کرنا جو دولت ہاتھ آتی ہے وہ
اسمِ ذات کی برکت سے ۔ فتبارک اسم ربک الخ

صفات ذات کے تابع ہیں ۔ اگر ذات نہ ہوتی تو صفات کہاں سے آتیں ۔
اگر اسم ذات نہ ہوتا تو اسمائے صفاتی کہاں ہوتے ۔ اور اسم ذات کے تکرار کے وقت
ذات کا خیال رکھنا آسان کام ہے اور فائدہ بہت ہے ۔ جو وقت دوسرے اوراد پر
خرچ کیا جاتا ہے اگر اسم ذات بابرکت پر خرچ کیا جائے تو اُمید واثق ہے کہ جلد
قرب رضائے ذاتِ اقدس بن جائے ۔ تسبیح تقدیس، تہلیل، تمجید، تکبیر، عظمت
وکرامت، وہدایت وغیرہ تمام اسمِ ذات میں ہے تو کیا ضرورت ہے کہ اپنے لیے
عروج کی جگہ نزول اختیار کرے ۔ چنانچہ ذات کا ذکر و فکر لاھوتیت ہے اور
صفات واسماء تسبیح وتہلیل، جبروتیت وملکوتیت ہے ۔

دیگر آنکہ عشق کے اصول کے خلاف ہے ۔ کیونکہ عاشق کو بغیر ذات معشوق
کے کسی چیز کی حاجت نہیں ۔

دیگر آنکہ اوراد کو بہ نیت ثواب کرنا منافیٔ مقام تسلیم ہے کیونکہ تسلیم میں حساب و
شمار نہیں ۔ رضا بالقضا ہے ۔ جو آسان عبادت و وصالت ہے ۔

دیگر اوراد میں تعلق ہوتا ہے کائنات کے ساتھ، اور کائنی تعلق حجاب منزل
ذات ہے ۔

ترک وظائف سے مراد ماثورہ اور منصوصہ وظائف سے منع نہیں ۔ قرآن پاک
کی تلاوت بہت مفید ہے بقدر طاقت شوق واخلاص ۔ پڑھتے وقت حقیقت
قرآن دِل میں تصور کرنا بہت مفید ہے ورنہ معنوی شان پر دھیان رکھنا

۱۴ اسمِ ذات کا ذکر کثرت سے جاری رکھا جائے ۔ صرف یہی نہیں کہ لفظ ''اللہ''
کو بار بار دہرایا جائے ۔ بلکہ یہ تصور کیا جائے کہ اللہ کی ذات
دِل میں ہے اور اللہ کو دِل کی آنکھ سے دِل میں دِل کے ساتھ تصور کریں کہ وصلِ
حقیقی نصیب ہو ۔

۱۱۵ - دنیا میں ماسوی اللہ کے تعلقات کو ختم کرنا آسان نہیں طریقہ یہ ہے کہ مقصود بالذات نگاہ میں رکھا جائے - دیگر سب حوادث ہیں - ان کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے - قلب کو دنیا کے علائق اور مکررات سے پاک کرنا مشکل ہے مقصود بالذات نگاہ میں ہو گا تو دنیا اور اس کے علائق خود بخود آہستہ آہستہ مٹ جائیں گے -

۱۱۶ - فاسق وہ ہے جو ایمان رکھتا ہے لیکن عمل نہیں کرتا -

فاجر وہ ہے جو ایمان اور عمل دونوں رکھتا ہے - لیکن معصیت کا غلبہ ہے

منافق وہ ہے جو عمل کرتا ہے لیکن ایمان نہیں رکھتا -

کافر وہ ہے جو عمل اور ایمان دونوں سے خالی ہے -

مسلمان وہ ہے جو عمل اور ایمان دونوں رکھتا ہے -

۱۱۷ - ہمارا دستورِ عمل تو مختصر سا ہے - اول قدم اتباع سنت دوم ترکِ ھوی بس تیسرا قدم قرب مولا ہے -

۱۱۸ - انقلاب واردات کتاب صـ ۹۸ تا صـ ۱۰۳

علمِ اعتبار اور اسرارِ قرآنی

۱۔ وننزل من القرآن ماهو شفاء و رحمة للمومنين ولا يزيد الظالمين الا خسارا ۔ ط

وننزل من القرآن ۔ نزول انوار بلا واسطہ و نزول اسرارِ قرآنی ہے ۔ جس کے ذریعے شفائے روحانی مثل اطاعت ، عبادت ، اخلاص ، و یکتائی ارادت ، و عزم و نیت خالص ۔

للمومنين :۔ برائے اہل ایقان و ایمان ۔

و رحمة :۔ عطائے محض جو لائق شان ذاتِ اقدس ہے ۔

ولا يزيد الخ :۔ اہل حجاب و اہل غفلت و منکرین احکام و متکبرین کے لیے اِس رحمتِ نازلہ مخصوصہ (انوارِ قرآنی) غیر عامہ سے کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ در حق اہلِ حجاب خسران ہے جو تضیع اعمال و عمر ہے اور ان کا انجام عذاب اور عتاب ہے ۔

۲۔ والله غالب على امره ولكن اكثر الناس لا يعلمون

والله :۔ ذات باری ، غالب :۔ مختار بارادۂ خود در تکوین خود ۔ و غیر مجبور و غیر مقہور است در تکوین امری و در وجود آوردن اشیاء ۔ فعال متعلق است با مشیت خود ۔

ولكن :۔ مگر در کیفیت تکوین او تعالیٰ ۔ اکثر الناس ۔ من عام المومنين ومن الغافلين ومن المحجوبين ومن الفاسقين والمنافقين

لا يعلمون :۔ ادراک غلبۂ امر و عظمت جلالت بے کیف و بے چگوں نہیں کر سکتے عبرتاً و ایماناً ۔ شہوداً و معائناً ۔ کہ ایں حرکت نظامی و ایں سکون امکانی از تصرفات

صفات فعلیہ، فاعلہ، ذاتیہ امریہ است۔ بلکہ از ذرا ریم ولایت ذریتہ ناخبر۔ چنانچہ غفلت خاصۂ جن و انس ہے دیگر ممکنات عظمتِ جلالت سے باخبر ہے اور یہ انسان باوجود استعداد ادراکیہ، توحیدیہ، جلالیہ، جمالیہ، کمالیہ بے خبر ہے اور ناآشنا۔ ہاں عارفاں از معرفت جلالیہ جمالیہ کمالیہ باخبر ہیں اور عشاق، وجود ذاتیہ، مطلوبیہ، موجودیہ، معبودیہ کو نگاہ میں رکھتے ہیں اور صاحبِ مشاہدہ ہیں۔ آیت مذکورہ میں اشارت وبشارت ہے۔ برائے دعوت ذاتیہ وبرائے تدبیر امریہ تربیت ہے۔ اور یہ دعوت برائے خاصان ذاکرین ہے۔

واللہ غالب:۔ تصرف ذاتِ اقدس اختیاراً برامر خود۔ وتصرف امر تکویناً بر فعل۔ وتصرف فعل بر آثار امکانی کہ دلالت بر فعال حقیقی ہے۔

۳۔ الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمٰن ودا

الذین آمنوا:۔ اہلِ ایمان واہل یقین بر ذات باری تعالیٰ۔

وعملوا الصالحات:۔ برائے متبعین سنت کہ رسالت است۔

سیجعل الخ:۔ تربیت ایشاں بزیر تجلی اسم ودود، است۔ در دنیا کہ توفیق عمل و در عقبیٰ کہ اجر عمل بلا حساب است۔ (یہ ایک بشارت قبولیت عمل صالح یعنی اتباع سنت ہے)

خذوا ما آتیناکم بقوۃ واذکروا ما فیہ۔

خذوا:۔ در عمل آرید آں احکام کہ نازل کردم بشما۔

بقوۃ:۔ باختیار تامہ بہ تکمیل۔ وصدق شاملۂ اعتقادیہ عملیہ، محبتۃً وشوقاً واخلاصاً۔

واذکروا:۔ من الذات والصفات والافعال والجزاء والسزاء والقیامۃ والموت والحیات۔ یعنی استحضار حاکم، واحکام وقدرت وجلالت وجمالت ایں استحضار ذریعۂ نجات است۔

بصیر بالعباد:۔ توفیق بندگی وعلم صنعتی وعلم کسبی وتوفیق کسبی عابداں را وپیشہ وراں

وکاسباں وعاملاں رامید ہد، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے واصنع الفلک باعیننا۔ یعنی موافق الہام و تعلیم و تفہیم من۔ کہ علم صنعت کشتی موہوبی بود نیز الہامی واللہ اعلم۔

یہ تو بلاغت ہے قرآن کی جو حقیقت ہے اور ایک صورت ہے ان پر ہمارا ایمان ہے

خذ العفو :- احکام خداوندی کا پابند ہو چنانچہ عفافت تشریعی، اتباع احکام تشریعی ہے اور عفافت طریقی بلا تعلق ہوتا ہے جو ترکِ لایعنی ہے اور عفافت حقیقی از حظوظِ نفس درگزر ہے اور یہ عفافت بعد فنائے قلبی ارادی ہوتی ہے لیکن بلا دوام اور بعد از فنائے نفسی نصیب ہوتا ہے علی الدوام اللھم ارزقنا۔

چنانچہ بقا باللہ علی الدوام بعد از فنائے نفسی ہوتا ہے بلا تکلف و بعد از فنائے قلبی با تکلف کیونکہ فنائے قلبی فنائے ناقصہ ہے جو احتمال نزول الی الناسوت میدارد۔

وامر بالمعروف :- اجرائے احکام خداوندی کرو۔ تبلیغاً، تعلیماً، توجہاً، تفکراً، و نوراً والقاءً۔ حقائق صفاتی بیان کرو۔ اور احکام و قانون خداوندی واضح کرو۔ تمیز خالق و مخلوق بیان کر و تعارفاً توحیداً و تجریداً۔

واعرض عن الجاھلین :- برطرف شو از اہلِ حجاب یعنی از محجوبین تشریعی و طریقی و حقیقی و از آنکہ از احکامِ خداوند بے خبر باشد واز صفات و از تصرفات صفاتِ خدا ناخبر باشد و از ذات اقدس خداوندی ناخبر باشد و از معرفت فرضی ضروری ایقانی ایمانی ناخبر باشد از آں کس برطرف شو یعنی از اعمالِ او، از اقوال او و از احوالِ او پرہیز کن۔ چنانچہ اس اعراض سے مراد نفرت ذاتی نہیں بلکہ امر بالمعروف مامور بہ ہے۔ بلکہ از اعمال اہلِ حجاب پرہیز کن و ترک تبلیغ یعنی از ذات جاہلین اعراض مکن۔

حصّہ نظم

محمد رسول اللہ	اللہ	الا	الہ	لآ
بواسطۂ رحمتِ عالم	اثبات	کثرت مال	مظہر الوہیت	فنائے عدم

لائے فانی رمزِ فانی بر عدم
عاشق و معشوق اندر زیر و بم
(اول و آخر لقا)

احدیت (لاتعین) معشوق و وحدت (تعین) عاشق است
عکس وحدت (ذات) شور کثرت فائق است

ہیئت اندر (عالم شہادت)، ہیئت مخزون (ذات اقدس) بود
حسن لیلیٰ اشائق مجنون بود

مظہر معبود نا معلوم بود
در ایراد حرف الہ مفہوم بود

حرف الا دال بر حسنِ کمال
عاشق و معشوق غوغائے جمال

قائد رحمت (محمدیت) شدہ صورت پذیر
سوئے امکانش عطائے بے نظیر

امکان

حرف لا دال است بر حالِ فنا
حرف الا دال بر ذاتِ بقا

الله

در شہادت ہم فنائے مظہر است
ظاہر و باطن بقائے انور است

ذاتِ اکرم

تا ازیں جا رفت افکارِ غلام
زمرۂ توحید را از من سلام

عرفان

حمد بے پایان است ذاتِ پاک را نور ایقان دادہ مشتِ خاک را

خذوا ما اتینکم الخ

نورِ قرآں می نماید بندگی نور عرفاں می سراید زندگی

کارِ عرفاں را نباشد حد و عد کارِ قرآں لبتہ شد در عد و حد

بانہایت کار قرآنی بود بے نہایت کار عرفانی بود

ذاتِ یکتا را نباشد غایتے پس چگونہ معرفت را غایتے

ہمت اہلِ ہمم محدود نیست منزل شاں دور از مقصود نیست

منزل دیدار دور از یار نیست منزل کردار دور از کار نیست

منزل رفتارِ عشق است کوئے یار مسکن دیدار عشق است روئے یار

دل بہ دلبر خود جوابِ ہر سوال خد و خالش قابل ہر یک وبال

حضور — صفات — مقابل — گناہ

اے خدا شکرانۂ ذات جمال پردہ بکشا از جمال بے زوال
تاقیامت دار با سوز و گداز
در حضورش ایں غلام راز و ناز

سفید غبار

آں غبارِ آسماں اسپید رنگ از تجلی و جمالش زیب رنگ
از تدئ قبیر است ایں نزول برحقیقت قبضہ کردہ از عزول
ذات یکتائی

دادہ تمکینش مقام قرب را فارغ از تلوین یقین است قرب را
نزد بان عشق شد فکرِ صفات منزل وصال باشد ذکر یار
حکمِ تنزیلی تمیز خیر و شر حکم اسمائے مشیر خود اثر
ہر اسم گشتہ مہار ہر کسے میکشد تا خود قطار ہر کسے
نور قرآں می نما سوئے یار بوئے یار ، کوئے یار و روئے یار
عبدیت صفات ذات

شاہ سید پوری خریدارِ غلام می فروشد باز برخیر الانام
کے توانم شرح کردن ایں رموز از بیانش باز آیم خود ہنوز

قطعہ

اگر جملہ جہانم دشمنانند
نہ ترسم چوں نگہبانم تو باشی

نمی گنجم ز شادی در دو عالم
اگر یک لحظہ غمخوارم تو باشی

اللہ

بس مبارک نام آور نامیدہ نام
جسم و جاں ایمان و ایقاں را بنام

شاہ راہِ ذات آمد اسم ذات
بے پراں پرّد جہاز اسم ذات

ذاکرش باز و نشیمن لا مکان
فاکرش شاہ و فارغ از مکان

سر منادہ راقباں در پائے حرف
سجدہ گاہ راقباں در پائے حرف

تار حرفش پائے بند عاشقاں
تار حرفش تا و تاب بے دلاں

کیف حرفش پردۂ بے کیف شد
برقعِ معنیٔ غیب الغیب شد

بر رُخ معنی چو زلفاں تار حرف
بر رُخ زیبا حجاب تار زلف

چشمِ باطن اندرونِ پردہ بیں
چشمِ ظاہر از برونِ پردہ بیں

باحضورِ اسمِ مجرد یاد کُن
اندروں از معنیٔ اش آباد کن
درمیاں اسم و مسمیٰ فرق نیست
ہر معنی جز ادائے حرف نیست
عاشقاں را ذاتِ معشوقاں بکار
از کلامش از حروفش زار و زار

از غلام اظہار مولیٰ سر بہ سر
از کلام انوار معنیٰ در بہ در

اللہ اکبر کبیرا

کبریائی در زمین و در سما | از کمالِ نامِ تو آمد بہ پا
اے لقائے تو دوائے بے دوا | اے بقائے تو بقائے بے بقا
اے تقایت مرہمِ زخمِ جگر | یا دنامت ملہم علمِ جگر
یا دنامت درد را دادہ سکوں | یا دنامت وِردِ ہا داردروں
اے مبارک نام تو حرز اماں | بہر ہر درد است تعویذ نہاں
اے زنامت کشتیٔ نوحم رواں | یادنامت تا بہ جودی شد رواں

اے زنامت ایں غلامی در غلام
از عطائے نام تو دارد نظام

گوہر جانم زیاد نام تو | گوہر یکتا زجد نام تو
گوہر از گوہر بہ گوہر شد رواں | جوہر از جوہر بہ جوہر شد رساں

اے تمنائے دلِ غمگین من — اے نوالائے دلِ داغین من

جلوہ بنما از نواحِ مشرقی — کن منور ایں نواحِ مغربی

مشرق و مغرب زنورِ انوار کن — از علومِ لدنی آبشار کن

گریہ زاری انکساری عبدیت

عبدیت اندر غلامی مکرمت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

صفاتِ کمالی ذاتی	صورتاً	صفاتِ مصور شدہ

اسم احمد رمز اوصاف کمال — جسم احمد جسم اوصاف جمال

مجمع جملہ صفات کبریا — ذات اطہر یعنی ذاتِ مصطفیٰ

از نزولات است ذاتِ مجتبیٰ — از عنایات است ذات مقتدیٰ

گرد پائے مقتدی دین من است — نقش پائے مصطفیٰ خون من است

اطاعت — حیات

گر رسم تا مصطفیٰ یابم خدا — ناز و نعمت زیر پائے مصطفیٰ

آرام

من کہ شرمندہ غلامِ مصطفیٰ — عفو کن یا رب غلام مصطفیٰ

دولتِ غفران را وارث منم — شفقت رحمٰن را وارث منم

مستحق

پس ادا کن حق ایں نادار را — زیرِ غفراں تربیت بدکار را

تا مشیت کاروبار کارہا — ہر چہ خواہی میتوانی اے خدا

قدرتِ غفران وسیلہ من است
تکیہ بر غفران سبیلہ من است

مہر کردم نامۂ توحید تو
بر محمدؐ تام شد تمجید تو

نفی اثبات است بود احمدیؐ
نقش اعمال است نقش احمدیؐ

راہِ عشق تو است راہ احمدیؐ
زاد عشق تو است زادِ احمدیؐ

بس پریشان است حالِ زندگی
دِل خراشاں است قال بندگی

گر زمام اختیار از دست شد
توسن فکرم بجوہ و دشت شد

حدیث قدسی

کنت کنزا مخفیا فاجبت ان اظھر فخلقت الخلق

اے ابتدائے محبت قرار گاہ کجا
اے انتہائے محبت دیار گاہ کجا

خزینہ ہائے جمالش درون خستہ دلاں
زتاو تاب جلالت شرار گاہ کجا

سرور دولت جاوید از حضور جمال
زسوز و ساز خیالت آرام گاہ کجا

ارادہ ہائے محبت بہ پنبہ زار مکان
زدی ز آتش سوزاں قرار گاہ کجا

نظامِ عشق

نظامِ عاشق و معشوق از احب تمام
نیاز دخازنہ دستور در احب تمام

ارادہ تخلیق
عبادت

نمائشے است جہاں جلوہ در جہاں شدہ
بچشم روشن عبرت مکیں جہاں شدہ

توحید ظاہر ممکن
مقام

نہیں ہے تاب و تڑپ اس دلِ پریشاں میں
مگر زراز احب ہے خرد شناساں میں

به ساده دل تو نهادی تڑپ طلب زکرم — ز بزم‌گہائے دل‌آویز داد راہی زکرم

عجوبات

میان واجب و ممکن ہے رمز امکانی — یکے نمونۂ عالم ز وصل امکانی
تو خود حجاب خودی دور کن ز چشم نگاه — کجا شکایتِ وصل است نزد برق نگاه
بچشمِ خود منگر این جمال بے کیفی — بچشم من بنگر من ز وصل بے ریبی

عبادت ظاہر — ذات

مرا بچشم دل از چشم دل تماشا کن — یہی ہے شیوۂ و دستور وصل ایقانی
بنور چشم ارادت مراد ارادت — حضور دار چو خواہی یہی ہے ایصالت
ترا ز کاوشِ قرب است بعد گردانی — ز قرب و بعد گذر کار وصل گردانی
این عزم دل کہ مقام جمال را شرط است — وصال عاشق و معشوق شرط این شرط است
سر در قصۂ توحید دور از منبر — وصال دوست ز محراب دور از منبر

ذوق توحید — بیان — قرب — ذات — بیان

بیان شیوۂ توحید را بود منبر — مذاق وصل ز محراب دور از منبر
ز تنگیٔ حیا چشم در گریبان کن — ز خوشش ترین مکاں عزم ناپریشاں کن
ارادہ گیر ز تدبیر فکر یکتائی — در حدیث نفس بند کن ز یک راہی

توجہ مراقبہ

چو بنگری بہ جمال نگار بے چونی — بخود در رہا شوی ز رنگ چونی دگونی
ازیں جنوں غلام است بندگی آساں — بہ ہوشیار جہاں بند شد در آماں

عبادتِ وحی — حقیقت توحید

بمدعائے احب نمونہ گفتہ شدہ
بہ التجائے اجیب شگوفہ سفتہ شدہ

کُنتُ

مقامِ کُنتُ وجوب وجود ذات اقدس | مقام کنز ز اطراف پاک ذات اقدس
توحید عمل

ز دستکار یقین است کار تقدیسی | زشک وریب مدام است عار تقدیسی
قوتِ نور — ذاتِ اقدس — عقائد خام — خلافت توحید

کمال رونق تنزیل زیب تقدیس است | سرورِ شیوۂ توحید جیب تقدیس است
حقیقت قرآن

توکز عروج و نزول خود گرفته پا باشی | کجا به منزل مقصود رفته پا باشی
آزاد باش زتلوین رنگ گوناں گوں | آباد باش به تمکیں گذر زگوناگوں
درجات — عارز واصل

مخفیا

خفاز قدرت باطن که در بطون مکان | خزینه است بلاکیف از عیان بیان

اظہر

اظہر پیکر قدرت به ظهور آمده شد | خلعت عنصری پوشیده به نور
مخلوق

تخلقت

اسمِ ظاہر کہ تقاضائے مثالی دارد   زیور زینت باطن شدہ خالی دارد

عالم اجساد   وجود امکانی

ملک ناسوت لباس ملکوتی شدہ است   جلوہ گاہش بنظر روح ثلاثی شدہ است

قرار و جنبش آرام و خرام میدارد   آثار قدرت ارادہ حق ہمیدارد

خلق

وجود خلق ز تاثیر فعل فاعل دال   طرف گرفتہ سوئے ناطرف دلائل دال

ذات   راستہ

حیات خلق کہ عکسے است از حیات قدم   ز بائیدا و نگاہ دار عز حیات سلیم

پیدائش دنیا

برائے جلوۂ ذات است جلوہ گاہ مکان   کمال رمز احب است رقص گاہ مکان

غزل تقاضائے جمالت ہے از پیام نظر

عمل سرائے محبت ہے تیز گام ہنر

سرو د زخم ز سودائے روئے زیبانہ

دیدار مرہم کا نوز التیام جگر

علاج   درد عشق

انسان

حیثیتِ انسان عکس ذات وصفِ حق — چیست ایدان شیشہ ہائے وصف حق
ہفت ذات وصف شد انسان و روح — چار عنصر مظہر انسان و روح
یک طرف واصل دگر فاصل شدم — از تمیز فصل خود واصل شدم

معرفت حق

چوں شجر فاصل شد از تخم شجر — تخم واصل بعد ازاں شاخ و ثمر

وحدت در کثرت و کثرت در وحدت

فرض بہ ما فصل باشد از خدا — بعد ازیں فصل است وصلم با خدا
من چہ باشم نقطہ فاصل زخون — از غذا فاصل شدہ الوان خون
از آدم فاصل شدہ ذات حوا — باز واصل با آدم شد آں حوا
گر نبودے فصل وصلش کے شدے — گر نبودے وصل فصلش کے شدے
فرض بہ ما شد تمیز نفس خود — اول از حق است عرف نفس خود
از تمیز نفس بیداری بود — کار دلداری زبیداری شود
گر حقائق بنگرم باشم با خدا — چوں آثارش بنگرم باشم جدا
نحن اقرب وصف ذاتی در من است — بعد اقلب جسم ارکانی من است

قالب بدن عنصری

پر جنوں باشند افکار غلام — پر فنوں باف است ہر تار غلام
شوق دیدارش ربودہ فکر من — ذوق رخسارش چشیدہ بجسم من
بحر فکرم چاک چاک است از فراق — ذکر فکرم پاک پاک است از نفاق

گرکشایم فکر خا مارے بود — گرکشایم سینہ اخبارے بود
راز دان سینہ می پایم کجا — باز دان ناز می پایم کجا
زکجا شد تا کجا افکار من — کار بے کار است در گفتار من

عفو خواہم از بیان ناسزا
یا کریم العفو فاغفر ایں خطا

انسان

اے وجودت بر وجودِ حق گواہ — ایں وجود بر وجودِ حق چو راہ
(ممکن) (ذات)

علم و فہم و ذکر و فکرم زادِ راہ — ہر نفس مثلِ قدم در گام راہ
منزلِ ماہیت ماورائے یقین — کوتے منزل یعنی دنیاوی یکین
از مکان و از بیان واز زماں — فکر کوتاہ کن ز اطرافِ عیان
(تعلق)

جز ز حسنِ یار شد ناپائیدار — دیدۂ دیدار بر رخسارِ یار
و ستاذ سید پرورش اے غلام — شمس تابان است سہر ایں نظام
لتجا دارم روانہ تا وطن! — دین را خدمت ضرور است ایں وطن
من ندانم کارِ تدبیرِ قضا — چیست مرقومہ ندانم اے فتیٰ
اے تنت یک شعبہ نظم حیات — مظہر ز در حیات ذاتیات
(ارادہ صفتِ حق) (اوصافِ کمالیہ)

بہرِ عاشق روزِ محشر شد حجاب — کے تواند صبر تا یومِ حساب

زاہداں صابر بہ یوم محشر اند　　عاشقاں ناظر یہ یوم حاضر اند
صلۃ عمل

از غلامی عمل فارغ غلام　　بر در دیدار شو بالغ تمام
دیدن دیدار روئے عاشقاں　　دیدن معشوق باشد در جہاں
دوستے با دوستاں گل رخاں
اندر امکان است وصلِ دلبراں

ذکر و فکر

ارتقاع منزلت از ذکر حق　　انبساط باطنت از فکر حق
نسبت آمد باب ذکر ذاکرین　　ذکر آمد باب فکر فاکرین
فکر چوں مفتاح باب معرفت　　معرفت مفتاح بابِ موصلت
وصل باسوز و گداز و راز و ناز　　درد بر درد است تا عمر دراز

فنا و بقا

اے نزولت از علو بارِ دگر　　پر بہ پر اسم ذاتش تا حضر
از محبت ذاکر افنا می شود　　از شغاف ذکر البقا می شود
معنئ جذب و محبت شد فنا　　معنئ دائم حضور آمد بقا
غیر از اعمال یک چیزے دگر　　در مقام قبض و بسط می دارد اثر
نام او احساں ولایت نام او　　ذکر دائم در حضور انجام او

حاجیا ! قصد علو ذات کن
فکر دائم در صفات ذات کن

مقامِ حضور

از تعلق پختہ گردد دلبری   از تعلق بار گردد گوهرے
از تعلق خون گردد آب چوں   از تعلق آب گردد خون چوں
از تعلق آب گردد چوں بشد   از تعلق بذر ثمر گردد چوں شجر
از تعلق در زمیں شاخِ چنار   چند روزے باز گردد چوں چنار
از تعلق بید لرزاں از ہوا   در زمینش پائے او دارد قوی
از تعلق لا مکاں اندر مکاں   از تعلق ایں مکاں در لا مکاں
از تعلق روح باشد چوں بدن   از تعلق مشتِ خاک آید بدن
از تعلق برق گردد نارِ مس   از تعلق نار گردد کار حس

عقل   عمل   نور

از تعلق دوستی پیدا شود   همچو گل، در شاخ باعزغا شود
از تعلق روغن آتشناک شد   از تعلق گلبن آتش ناک شد
از تعلق وعدہ پارینہ را   یاد آید ایں دِل خارینہ را

زخمی

از تعلق وعدہ قالوا بلیٰ   تازہ گردد ایں دِل غانون را

ازعنود

از تعلق خاک اکسیرے شود   سیب کوہے سیب کشمیرے شود

از تعلق می دود آہن چو باد | باہزاراں بار می پرد چو باد

از تعلق مرغ چوں، انسان پرد | در زماں صد منزل و مرحل بود

را دیو گویند باشد بے زباں | از تعلق ساز و سوزِ بشش در بیاں

از تعلق دور و نزدیکش نماند | در کلام تار تکلیفش نماند

از تعلق معرفت پیدا شود! | از تعلق راز غوغا می شود

از تعلق سینہ گردد گلشنے | از تعلق گل بر دیدہ گلخنے

از تعلق طبع خنداں می شود | از تعلق طبع گریاں می شود

از تعلق عظمتِ معبود من | از تعلق روبیت مقصودِ من

از تعلق حال شد حکم تَرَاکَ | یا ازو پیدا شود حکم یَرَاکَ

از تعلق رایت موجود شو | از تعلق طالبِ مقصود شو!

از تعلق بندہ شو معبود را | از تعلق سجدہ شو مسجود را

از تعلق راقبِ موجود باش | اندر امکاں زائرِ موجود باش

از تعلق روئے موجود اندروں | از تعلق کوئے مقصود اندروں

از تعلق ذاتِ معبود حاضرؔ | از تعلق ذاتِ معبود باصرؔ

از تعلق غیرِ حق گردد فنا | از تعلق ذاتِ حق گردد بقا

از تعلق فکر یکتا می شود | از تعلق ذکر یکتا می شود

از تعلق بندگی گردد قبول | از تعلق زندگی گردد قبول

از تعلق یک عمل دہ چند شد | از تعلق یک نیت دہ چند شد

از تعلق خاک بر افلاک رفت | بے تگ و پو ایں سفر چالاک رفت

از تعلق زندگی شد مردگی | از تعلق مردگی شد زندگی

از تعلق بے شمار است ایں حیات | از تعلق بے قطار است ایں ممات

از تعلق محو شد بارِ عمل — از تعلق یار شد کارِ عمل

از تعلق پخته شد نورِ یقین — از تعلق جفت شد زورِ یقین

کامل

از تعلق باز گردد چشمِ دل — از غیوب آید نظر در چشمِ دل

از تعلق عشق غوغا می شود — از تعلق وصل پیدا می شود

از تعلق نار ایقان را جلال — از تعلق یار ایقان بے زوال

از تعلق الصلوٰۃ والسلام — از تعلق بر درِ خیر الانام

از تعلق طائف بیت الحرام — از تعلق زائر خیر النظام

از تعلق فیض احمد در برش — هم ازو نورِ محمدؐ بر سرش

از تعلق تاک می گردد شراب — سکر او پیدا کند در چشم خواب

از تعلق نطفه می گردد بشر — از تعلق شد پسر مثلِ پدر

از تعلق شاخ باشد در ثمر — از تعلق هم ثمر شد شاخ در

از تعلق آسمان گردد زمین — از تعلق لغوه گردد هبد کمین

نقاب — حجاب

از تعلق فرش گردد عرش وش — از تعلق عرش گیرد رنگ فرش

نزول من الله — عروج الی الله

از من الله یا الی الله هر عمل — از نزول است یا عروج است هر عمل

از تعلق هر نگاه تمکین شود — از آثار کون هم تلوین شود

فضل باری

از تعلق باد و باران رزق شد — قوت عبدیت اندر رزق شد

عبدیت را صورت ناسوت بس — معرفت را سیرت ناسوت بس

ملکوت

از تعلق حسنِ خوباں عشق شد — عشق عاشق حسن را چوں فتق شد
(فتق: کشادگی)

از تعلق آں دوا گردد شفا — از شفا پیدا شود نورِ قوی
(نورِ قوی: تصرف)

از تعلق مُحِ صندل در شراب — از تعلق شربت صندل زآب

آں بنفشہ از تعلق شد خمیر — از تنا دل روح ازو گردد منیر

از تعلق نار شد شربت انار — آب انار و آب می گردد تیار

از تعلق صالح کار جگر — شربت انار آمدہ خونِ جگر

از تعلق دِل پریشاں جمع شد — از تعلق چشم گریاں دمع شد

دل بہ دلبر از تعلق شد حضور — از تعلق وجد شد حال سرور

شمس مشرق از تعلق غرب شد — از شعاعش نور باب ایں غرب شد

از تعلق خار ہمراہ گل است — از تعلق مطر ہمراہ قل است

از تعلق گل زگل پیدا شود — از تعلق مل نہ گل پیدا شود

از تعلق کام دل بہ لا مکاں — از تعلق کام دِل از لا مکاں

از تعلق درد دِل شد روئے یار — از تعلق یاد دِل شد روئے یار

تار زلف است از تعلق فکرِ یار — یار جفت است از تعلق ذکر یار

از تعلق سیرہ منزل ختم شد — از تعلق غیر منزل ختم شد

از تعلق یار جز اغیار شد — با تمیز ہر کار ہر گفتار شد

از تعلق شد تناب دِل بہ یار — بے خبر از بار اغیار است کار
(تعلق: ذات، تناب: ارادہ — بار: دخل، اغیار: غیر اللہ، کار: عمل)

از تعلق شد غلام شمس دیں — چاکر و نوکر خدیم شمس دیں

ادلِ احمد از تعلق زندہ شد
دین و دنیا از تعلق زندہ شد

مقامِ عشق

درمیان چشم تر دارد جگر — عشق میدارد مقام شور و شر
شعلۂ رخسار حسن دلربا — در دل بیدل چو خیزد از قضا

گرمی ذات جمال مطلوب ارادہ عارف موہوبی

چشم می گرید ز دردش زار زار — درد بر درد غم باغم قطار

عشق مدام پے درپے تکلیف

عملِ عشق

حالِ خیالش فکر و ذکرش یادِ یار — کار و بارش ناقرارش خوار خار

دوام تصور عمل فاکر جلال و جمال

حیاتِ عشق

بانیازش نازِ برغم مے کند — باحضورش سازِ ہردم مے کند

عجز موافقت تمام عمر

فراغ عشق

بے خبر از کار اغیار است دلبس
بے خبر از خیر و شر دور از ہوس

سود و زیاں

ثمرۂ عشق

واز ثوابش از عذابش باک نیست
تکیہ بر غیر یعنی تار تاک نیست

مخلوق

سیر عشق

عروج دنیا ذات جمال

رفتہ بالا از مکانش تا مراد
سرو باغش شاخ و تن دارد آزاد

از غلامی شیشہ سازد یار را
بنگرد در شیشہ روئے یار را

بدن منظہر ذات امکان جلال وجمال ذات

زندگی را عزت از یاراں بود

چیست یاراں یعنی اہلِ ادبیا
درد مندان وطلب گار خدا

کار و بارش بہر حق یاری بود — بندگی ذات دلداری بود
منزل حق در غلامی ختم شد — سرفرازی در غلامی ختم شد

بے حجاب است نور شمس سیدپور — عکس نورش این غلامِ بے شعور
رنگ بر رنگ است رنگ سیدپور — چنگ بر چنگ است چنگ سیدپور
آں سطور عشق مکتوب جنون — آں پریشاں کن خیال پرسکون
جلوہ گاہش خاطر فاطر شدہ — از شعاع شمس جاں نائر شدہ
ورنہ نتوانم بیان این رموز — خاص در پیش خواصان ہنوز
زندگی را قوت از یاراں بود — بندگی را عزت از خاصاں بود
از شما بیدار گردد روح ما — آفریں بر روح تاں از روح ما

مقام رضا

سر بہ تسلیم و رضا باید نہاد — پیش تیغ ہر قضائے خویش نہاد
زخم تیغ عشق را مرہم چہ کار — مرہم او کار و بارش از دیدار
عشق را تخت سلیمانی چہ کار — دردش از درد جگر دارد قرار
عشق را سوز و گدازی راحت است — عشق را ناز و نیازی باخت است

جلوۂ جمال، عجز، عمل

از غلامی عشق در غوغا شدہ
کو بکوئش شورش از سودا شدہ

مقام توکل

مالک ہر کار و ہر گفتار ہست — ذات باری یار ہر بے یار ہست

درمیان نار نگہدار ہست — آن خلیل ذوالیقیں را یار ہست

زیرہ حفظ حافظ آمد ہر مکین — ساکن علوی بود یا در زمین

بے غم آمد صاحب ایقاں ز موت — بے دم آمد کامل الایماں ز موت

معنیٔ موت[1] انقلاب حال ہست — غلبۂ روحی بہ صوری حال ہست

ناسوت

ایں حیات مظہر برائے ظاہرہ — ہر باطن شد حیات آخرہ

عقبیٰ

خواہ آخر خواہ دنیا با خدا — دائما باشم باقدرت بقا

پس چہ اندیشیم از موت و حیات — چوں حیات ما معنی دارد ثبات

چند روزے سوز دل را زندہ ام — چند روزے درد دل را مردہ ام

بعد ازاں روزے شود دائم حیات — از حیات[2] غضبیاں فواہم نجات

حیات مومن — حیاتِ کافر

---

[1] معنی مرگ غلبۂ ملکوت بہ ناسوت یعنی حال روحانی را غالب کردن بر حال ناسوتی صور که جسم عنصری ہست ۔ ایں انقلاب را موت نامید که عکس صفت ممیت است ۔

[2] برزخ کہ عبارت از قراست ۔ چنانچہ پردہ درمیان آخرت و دنیا ۔ عمر ج را درمیان روح و جسم است ۔ و بعد از محو شدن پردہ برزخیہ حجابیہ حیات ابدی باشد ۔

مقامِ دلِ فاکر

دل درون سینہ گر گویم کہ دل ہے دل نہیں
دل فراز عرش میدارد مقام دلبری

ایں صنوبر صورتے یک مظہر آثارِ دل
اصل دل در لامکاں دارد مقام سروری

فقر شد نامِ نظر۔ نام خبر از روئے پاک
دیدۂ بیدار دِل حاضر بہ بام مہتری

دین و ایمان است دیدار و دوام روئے دوست
قاعدۃً یا جاناً یا در قیام پروری

بندگی بے فکر کردن در جمال و در جلال
عبدیت ہے دعوت اسریٰ نواز خسروی

سر بطرز عبدیت تسلیم کرنا ہے عدل
نور اخلاص است روشن در غلام کہتری

جہاد

بروئے دوست نگہ ہے حیات جاوید است
زکوتے دوست پیامے لقائے جاوید است

تمیز واصل و فاصل ز فرطِ عشق فنا
فقط نگاہ بہ معشوق در مقام بقا

مقام جنگ مقام رضائے ذات اقدس
نظامِ جنگ نظام رضائے ذاتِ اقدس

وجود بین العدمین کالعدم

بود ایں نابود از جود شما
(ممکن) (ارادہ ذاتی)

جود آں جواد بودش دائما
(واجب)

بود ایں نابود آخر دار فنا — بود آں جواد دائم در بقا

وجود امکان — ذات

ہر ارادہ ایستادہ ایں علم — از ارادہ او فتادہ ایں علم

بقا — فنا

از ارادہ بود من نابود بود — از ارادہ بود من در بود شد

ہر چہ خواہد میکند با ممکنات

ہر چہ خواہد آں کند با مدرکات

مخلوق

نکتہ عجیب در معیت باری

اکثر اہل علم ظاہر در شک است کہ خدا اگر ذاتاً با ما باشد حلول لازم آید و آں کفر است و اگر نباشد از نصوص معیت انکار باشد نحن اقرب وغیرہ۔

تمیز ذوقی

ذات حق از ذات من باشد جدا — از تصرف قدرتش دارد بما

ذات آفتاب است دور از ذات من — تاب آفتاب است بصفت ذات من

از تصرف ایں نظر در منظر است — یعنی در ذات نظر ایں منظر است

دور تر پاک ایں نظر از منظر است — ذات ہر یک و دیگرے از دیگر است

اصحاب موت پیک دعو تم — خواہ ہم بارے بود یا علتم

الغرض بندیم در اوصاف حق

از تضادش شود در اوصاف حق

قادر، جبار، محیی، ممیت

از فقائے مختلفۂ باری جل شانہ منظر تماشائے قدرت قادرۂ ذات برائے وَھُوَ عَلیٰ کُلِّ شَیئٍ قَدِیر۔ صلح وجنگ، موت وحیات، علت ورحمت، غفلت و ہدایت، فنا وبقا، قبض وبسط، نیکی وبدی۔ الغرض نظام امکانی نمائش انقلاب قدرت است۔

مقام ترتیل قرآن

پیکر معنی قرآن جلوۂ ترتیل ہے — درلباس حرف نزلناہ تنزیل ہے
لولیاں حرف درد الان مخرج رقص کُن — دامن تمدید درجولان خود ترتیل ہے
قاری لاہوت ترتیلش ارادی بے مثال — نغمۂ بے کیف رتلناہ ترتیل ہے
عکس ترتیل ارادی نقش درلوحِ بریں — قاریٔ ترتیل صوری لوح باتکمیل ہے
القائے ترتیل قضا درسینۂ روحِ الامیں — قاریٔ الفاظ وجملہ دربیان جبریل ہے
برق جبریلِ امیں از فیض قرآنِ مبیں — درسینہ خیر البشر خود احمدی ترتیل ہے
فیض ترتیلِ محمدؐ رنگ شد بر ہفت رنگ — تا قیامت زیب اندر صاحب ترتیل ہے

سبعہ قرأت

فیض ترتیل صحابہ جلوۂ اُمت شدہ — مال ومالش قبیل وقالش اُمتی ترتیل ہے

نغمۂ قرآن جنون وحیرت افزائے غلام
قاریانِ وقت گویا دلربا ترتیل ہے

مدارج ترتیل

لاہوتی قرأت۔ لوحی قرأت۔ جبرئیلی قرأت۔ محمدی قرأت۔ صحابی قرأت۔ اُمتی قرأت۔ قاریانِ وقت کی قرأت۔

قربِ حق

منزل حضرت حق عزم دل بخپۂ تو   نیست در مشرق و مغرب منزل پاک کریم
دل زا خلاص غلامی چو بہ مولی داری   ایں وصال است عبارت منزل پاک کریم

چیست منزل از ہوی سوئے خدا   رفتن ہست ہاں بر طریق مصطفیٰ
چوں ارادہ با خدا پیوند شد   خود بہ بادہ از دوئی پیوند شد

وسیلہ است کہ وصلت تمام میدارد   رحیلہ است کہ منزل مقام میدارد
فتیلہ است دل زندہ سرود میدارد   یکے بفرش دگر عرش را فرو داند

ھوالظاھر

جلوۂ ذات است اعنی عزم دل
قرب وصل ایں است یعنی عزم دل

عروج اسم ذات

ذاکر کا دل ایک بتی ہے اس کے ایک سرے نے عرش کو روشن کیا اور دوسرے نے فرش یعنی بدن کو جگمگایا (تجلیات ذکر سے)

پیمائے فکر ز افلاک پر بروں کردہ
نشیمن خود بسر شاخ لامکاں دارد

خیال و تصور کا پرندہ آسمان سے گذر کر لامکان میں پہنچ گیا۔ یعنی دل کا تصور (حقیقتِ انسانی) آسمان کی بلندیوں سے اوپر پرواز کر گیا اور اپنا نشیمن لامکان کی شاخ پر بنایا یعنی ذات سے قرب حاصل کیا۔

فکر یکتائی

براق ذکر ز ایوان دل روان شده
چو برق برق نہ برقی برق میتازد

خیال و تصوّر کا براق دل کے ایوان سے روانہ ہوگیا۔ بجلی کی طرح تجلیات کے جابک سے اس کی رفتار برق سے تیز تر ہو جاتی ہے۔

واردات ذکر

عرق عرق شد اندام نازنین از عشق
آرامگاہ بہ مقام شہود می دارد

اس نازنین براق کا جسم عشق کی گرمی سے شرابور ہے اور اس کی منزل اور آرامگاہ مقام شہود ہے جو سلوک کی انتہا ہے یعنی تصوری صفات کا منتہا ہے۔

لگام خیال بدست سوار روح گرفت
زنانہ گام چو طاؤس رقص میدارد

اس رہوار کی لگام روح کے سوار کے ہاتھ میں ہے اور لطافتِ انوار کے پھیلاؤ اور گوناگوں جیسے طاؤس میں رقص کرنے کی صفت کی وجہ سے سرور اور مسرت محسوس کرتا ہے۔

ز نقشبند مجدد ولیٔ سرہندی
فیوض سلسلہ سید پور غلام میدارد

سلسلہ نقشبندیہ از جناب شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ حضرت شمس الدین

سید پوری کشمیری علاقہ مظفر آباد کو پہنچا اور سید پور سے غلام ربانی مقام گرمٹنگ تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ کو موصول ہوا۔

تکمیل رفتار

زنور شرع بہ دزین، و خرجبہ زین است
زحبل حق بمیان زین بندی دارد

شریعت اور طریقت کے ذریعے سُنت کے اتباع سے قوتِ رفتار کو تیز کرتا ہے۔ یعنی شریعت کی پیروی اس رہوار کی زین ہے ا۔ خرجبہ زین اس کے احوال کی حفاظت گاہ اتباع سُنت ہے۔ اور براق کا زین بند حق کا ذریعہ ہے۔ یعنی اسم ذات کی رسی سے بندھا ہؤا ہے۔

خوراک اوست ز پنج برگ اسم پاک جلال
بہ شاہ راہ کمال و جمال می رامد

اور اس براق کی خوراک پانچ پتے یعنی اسم جلال کے پانچ حرف ہیں اور کمال و جمال کی شاہراہ پر گامزن ہے۔ بہر ذاکر اس کا تصور کرے اس کا دل عروج و صعود کی طرف پرواز کرتا ہے۔

عروج حال از جسم یا اسم جلال

نہال فکر زخاک دروں روئیدہ
نہ سا عنے ست کہ از سدرہ سرفراز بدہ

فکر کا نازک خوشنما پودا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے پیدا ہوا، اور ابھی ایک ایک ساعت بھی نہ گزرنے پائی تھی کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے بڑھ گیا۔

زتارِ زُلف تو تار رباب فکر من است
زساز و سوز سحر نغمہ ہائے کوشیدہ

صفات کے تصور پہ انوار و تجلّیات کا دارو مدار ہوتا ہے۔ یعنی اس کی صفات کے انوار میرے دل کے رباب میں زیروبم پیدا کرتے ہیں اور اس سے ترنّم پیدا ہوتا ہے اور رات کے آخری حصّے کی آہ و زاری دل میں ایک قسم کی لطافت پیدا کرتی ہے اور تجلّیات کے ورُود کا مظہر بنتی ہے۔

ارادۂ یکتا یعنی حضوُر

قلب چوں از ماورا خالی شود
باحضورش با خُدا باقی شود

مومن کا دل جب ذات سبحانہٗ کے ماسوا سے خالی ہو جاتا ہے تو اُس کو حضوری اور خُدا کی ذات سے اس تعلق کی وجہ سے دوام حاصل ہو جاتا ہے۔

ذکر لازم فکر دائم می شود پس حضور از فکر قائم می شود

ذکر اور فکر اس کا جزو لاینفک ہو جاتا ہے اور استحضار کی بدولت اس کا فکر صراطِ مستقیم قائم کر لیتا ہے۔ یعنی وہ اشتباہ اور ظن سے ماورا ہو جاتا ہے۔

ایں بود وصال و قرب عاشقاں سیر الی اللہ تہنیت از عارفاں

یہ حالت محبوب حقیقی سے وصل مدام کا ذریعہ بن جاتی ہے اور عارفوں کی تہنیت ذاتِ ربانی کی طرف سے ہونے لگتی ہے۔

گر طلوعِ شمسِ دیں بر دل شود　　　اے غلاما! مشکلات خود حل شود

اگر حضرت شیخ (خواجہ شمس الدین) کا فیض دل پر جاری رہے تو غلاموں کی ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔

پرتوِ ایں شمسِ عالم گیرداں　　　ایں جہانِ قلب روشن گیرداں

اگر اس آفتاب عالمتاب کا عکس دل پر پڑتا رہے تو دنیا آپ کے زیرِ فرماں ہو جائے گی۔ دنیا کے اسباب اور زیب و زینت آپ پر رشک کریں گے اور دل کی دنیا ظلمتوں کی گہرائیوں سے نکل کر انوار و تجلیات سے منور ہو جائے گی۔

اصلاح دل

جنگلی

ما ورا زد حلقہ پیرا مونِ دل　　　بس پریشاں ہست ایں ہامونِ دل

مخلوق نے دل کو پریشاں سے گھیر رکھا ہے　　　اور یہ دل نہایت پریشان ہے

تیغ ذکرش می بریدش جملگی　　　برقِ نارش مے بسوزد جملگی!

ذکر کی تلوار اس کو کاٹ دیتی ہے اور نور کی آگ ان سب کو جلا دیتی ہے۔

قبۂ دل بعد ازاں خالی شود　　　کوکبِ دُرّیہٗ نامی شود

دل کا گنبد اس کے بعد خالی ہو جائے گا اور چمکدار ستارہ کی طرح بن جائے گا۔

پُر قدر مرزیست از نورِ یقین　　　ذکر و فکرش چوں وقودش اے مہین

یقین کے نور سے یہ روشن ہو جائے　　　اور ذکر و فکر اس کا ایندھن ہے۔

تابِ برقش تافت بر ملک صغیر　　　تو و ہم ناسوت تو کردہ منیر

اس کی تجلیات کی چمک نے آپ کو اور آپ کے جسم کو روشن کر دیا ہے۔

پس نگنجد ایں صغیر اندر کبیر　　　تا مکاں از لامکاں شد برق گیر

جب بدن اس کی تجلّیات سے روشن ہوا تو یہ ساری دُنیا میں نہیں سما سکتا اور اس کی شعاعیں لامکاں تک جاتی ہیں۔

در حقیقت معنیٔ نور یقیں　　تابش از برق ہدایت شرح ہیں

یقین جو صفت ہادی کی ایک تجلی کی چنگاری ہے۔ یہ انسان کے قلب پہ وارد ہو کر اسے چمکا دیتا ہے۔

در غلامی سر بسر خدمت بود
غیر خدمت جملگی حُرمت بود

تعریف منزل

رُخصت از نفسی تقاضا شُد سفر　　ایں سفر دائم بود اندر حضر

نفس کے تقاضوں سے گذرنے کو سفر کہتے ہیں اور یہ سفر حضر میں بھی جاری رہتا ہے

چیست منزل از ہوا سوئے خُدا　　رفتن ہست ہاں بہ طریق مصطفیٰ

منزل نام ہے ہوا و ہوس کو چھوڑ کر قرب خداوندی کی طرف جانے کا اور اس راہ پہ جانے کا طریقہ اتباع سُنت ہے۔

ایں سفر پاک است از فرلانگ و میل　　ایں قدم عزم است پاک از قال و قیل

اس سفر میں میل اور فرلانگ کے فاصلے نہیں ہیں اور یہ سفر عزم و ارادہ سے طے ہوتا ہے، قیل و قال سے نہیں۔

با حضوری چوں ارادہ پختہ شُد　　گوہر تکمیل وصلت سفتہ شُد

جب حضور کے ساتھ ارادہ پختہ ہو جاتا ہے تو تکمیل کا موتی حاصل ہو جاتا ہے۔

ذکر اسم ذات اقدس جل جلالہ

تار فکر از تار لفظ اسم ذات
دائما پیوستہ باید ذکر ذات

ہمت یکتا ز برق است تیز تر
تا حضور ذات رفتن بے خطر

چار حرف اسم منزل چار گام
می برد از یک نفس در تیز گام

از مکاں تا لامکاں است یک قدم
بے پر و بال است زور ایں قدم

یک نفس از لامکاں تا ایں مکاں
رفت آمد میکند در یک زماں

ایں سفر در گام ہمت تام شد
ایں حضر در دار وصلت نام شد

کے بود دیدار دل بیدار را
کے بود رفتار دل ہوشیار را

زاں طرف وصل است جانم جانِ یار
از ورید نزدیک باشد جان یار

گر شود بیدار جانم در بدن
جسم و جاں وصل است بے قید زمن

دل دروں سینہ خود بیدار کن
از تصور دیدن دلدار کن !!!

منزلے پیدا بیرون از چون و چند
اندر آں بے چون طناب دل بہ بند
تا شوی فارغ ز اغیار مکاں
پس شوی بالغ بکوئے لا مکاں
یا خدا یکشا درے از کوئے خود
خواہ غلام زار را تا کوئے خود

صبغۃ اللہ

نسخہ صبغۃ اللہ از دو جزو مرکب است یعنی از توحید ذاتی و افعالی و از رسالت محمدی اقراراً، تصدیقاً، ایقاناً، فناءً و بقاءً یعنی

رنگ اسلام از دو حرف لا الہ — عبدیت پیدا از اثبات اللہ
جملہ احکام خدا برداشتن — بر سبیل مصطفیٰ جاں یافتن
رنگ یار ہم خواہش در اغیار است — ذات او بے رنگ رنگش کار است
امتثال امر رنگ آمر است — اجتناب نہی رنگ آمر است
عجز و ذلت فقر رنگ عبدیت — کبر و قدرت فضل رنگ احدیت
احدیت را رنگ لا ادراک است — از مثال و چون و گون اش پاک است
جملہ امکان است رنگ لا مکاں — جملہ اعیان است رنگ لا عیاں
ذات او پاک است از عکس وجود — اصل جملہ عکس شد اصل وجود
اصل را با عکس قرب غایت است — از کمال قرب ذاتش غائب است
ذات ظاہر در مظاہر ظاہر است — ایں مظاہر باطن اندر ظاہر است

علم و قدرت مر شہادت را بدن ایں شہادت علم و قدرت را بدن

مثال

چوں وجودِ بذر باشد در شجر ہم شجر در بذر با شاخ و ثمر

گر بہ بینی ظاہراً باشد شجر گر بہ بینی باطنش باشد بذر

ظاہر ماہیت امکانی وجود باطن ماہیت روحانی وجود

معنیٔ ظاہر و باطن زیں سبق معنیٔ اوّل و آخر زیں ورق

اوّل از امکان و آخر از مکان ذات پاکش پاک از سود و زیاں

از چہ باب است مسئلہ روح از فنا اے شہ سید پور شمس باصفا

صورت عکسے است از برق حیات از صفات ذاتیات پاک ذات

یک طرف امری است قدرت کار او دیگرش خلقی است خلقت بار او

ما دیدارِ یار را در جستجو یار در رخسانہ و ما در کو بہ کو

ما چہ باشد معنیٔ نفی من است بعد از نفی معنی ما او با من است

ایں بود توحید الیقاں اے غلام ایں مقام وصل و فقر آمد تمام

فقر چہ بود ایں وجود آخر فنا اختیارم نیست در کارِ بقا

ہیچ سرمایہ ندارم از لقا مضطرم اندر لقا و نالقا

لیس تعلق بستہ ما ذکر جلال ہیچ اندیشہ ندارد انہ و بال

بے شمار و بے قطار و بے بدل عبدیت چیزے ندارد جز عمل

جملہ اوصافِ جمالی یا جلال رنگ ذاتش جملہ افضالی کمال

جملہ آثار رنگ افعالی بود جملہ عالم رنگ اجلالی بود

ایں شہادت رنگ از رنگ کن است ایں بکون باکون خود رنگ کہ بست

از مصور صورت عکسی نتیار — بے نمونہ کسب و نقل آمد شمار

ایں جہاں از بہر تسخیرش بود — آں جہاں از بہر دیدارش بود

صورت ہر چیز در ایجادہ بود — کیف مشیت رنگ را آمادہ بود

جملہ در دالان ظاہر جلوہ گیں — از فراز عرش تا فرش یکیں

شور و غوغا ہائے دہر کفر و ایماں — مظہر توحید قدرت بے گماں

ایں دو دیدن ایں خمیدن تا مراد — زور اسماء ہست امکانی تضاد

پیش اسماء جملہ مجبوریم ما — پیش قرآں جملہ مختاریم ما

حکم تنزیلی تمیز خیر و شر — حکم اسمائے مشیر خود اثر

فرد بان عشق شد فکر صفات — منزل ایصال باشد ذکر ذات

شیشۂ دنیا برائے کردنش — شیشۂ عقبی برائے دیدنش

ہر اسم گشتہ مہار ہر کسے — میکشد تا خود قطارے ہر کسے

نور قرآں می نماید سوئے یار — بوئے یار و کوئے یار و روئے یار

شاہ سید پوری خریدار غلام — می فروشد باز بہر خیر الانام

طوق الطاعت بگردن کردہ اند — پیش حضرت با نیاز آوردہ اند

اے خدا منظور دار ایں بندہ را — در حضورش دار سر افگندہ را

از عذاب روز محشر باز دار — از حساب خویش ہم آزاد دار

نور اسماء فیض دو رنگی دہد — نور قرآں فیض یک رنگی دہد

ایں طناب دل ز مضراب دو رنگ — می سراید نغمۂ مخلوطہ رنگ

ایں دو شاخ زور اسماء الاماں — الاماں است با امان دو جہاں

دور افتادیم در ملک دوئی — آہ و نالہ شور و فریاد از دوئی

بازہ خواہم بار دیگر از کرم — تا بتائید تو با تو می روم

از دوئی دردیست پیدا اندروں
از وصالش کن علاج ایں زبوں

نور قرآں می نماید روئے یار
نور اسماء روئے اغیار و یار

نور قرآں می نماید بندگی
نور اسماء می سراید زندگی

زندگی با بندگی زیب و جمال
زندگی بے بندگی ریب و وبال

نور قرآں حکم محدودے بود
حکم اسماء غیر محدودے بود

اے دلیل ذات تو ذات من است
اے سبیل سیل تو سیل من است

اے ظہور حسن تو عشق من است
اے سرور وصل تو شوق من است

اے صراط ذات تو کام من است
اے لقائے ذات تو کام من است

اے لقائے روئے تو ایمان من
اے لقائے کوئے تو آمان من

اے جمال ذات تو درد دل است
اے کمال ذات تو فرد دل است

کار عرفاں را نباشد حد و عد
کار قرآں بستہ شد در حد و عد

با نہایت کار قرآنی بود
بے نہایت کار عرفانی بود

ذات یکتا را نباشد غایتے
پس چگونہ معرفت را غایتے

ہمت اہل ہمم محدود نیست
منزل شاں دور از مقصود نیست

منزل دیدار دور از کار نیست
منظر کردار دور از کار نیست

منزل رفتار عشق است کوئے یار
مسکن دیدار عشق است روئے یار

ایں قیامت از دل پر اضطراب
فارغ از بار عذاب و ہم ثواب

ایں قیامت را مقام دلبر است
ایں قیامت را مقام محشر است

ایں قیامت از خصوص بندگی
آں قیامت از عموم زندگی!

ایں قیامت را حساب وصل یار
آں قیامت را حساب از کار و بار

چوں عمل یاری شود با روئے یار
پس حساب یار چوں باشد بہ یار

نیست در بارۂ حسابے بیش و کم ... نیست دلداری بجز مہر و کرم
دل بہ دلبر خود جوابِ ہر سال ... خط و خالش قابلِ ہر یک وبال
اے خدا شکرانۂ ذاتِ جمال ... پردہ بکشا از جمالِ بے زوال
رحم باید بر دلِ غمگینِ من ... نرم باید ایں دلِ سنگینِ من
ایں دلِ شب کور روشن از کرم ... ایں شبِ دیجور روشن از کرم

در غلامی دار منظور ایں غلام
قادرا در قبضۂ تو ہر نظام

نورِ قرآں معنیٔ تمکینِ من ... نورِ اسماء معنیٔ تلوینِ من
خوف و وحشت نورِ اسمائے جلال ... قرب دانست نورِ اسمائے جمال
از تدلّیٔ ضلال کفرِ من است ... از تدلّیٔ ہدیٰ شکرِ من است
از تدلّیٔ غفورم مغفرت ... از تدلّیٔ قہارم معصیت
از تدلّیٔ حیات است زندگی ... از تدلّیٔ ممات است مردگی
از تدلّیٔ سمیع گوشِ من است ... از تدلّیٔ علیم ہوشِ من است
جملہ حکمت از تدلّیٔ حکیم ... جملہ منفعت از تدلّیٔ حکیم
جملہ عزت از تدلّیٔ عزیز ... جملہ ذلّت از تدلّیٔ مذل
از تدلّیٔ مشیت کارِ ما! ... از تدلّیٔ ارادت بارِ ما!
از تدلّیٔ بصیر است ایں بصر ... از تدلّیٔ خبیر است ایں خبر
نورِ چشم از روئے پاکِ تو ... بہر دیدار است ذاتِ پاکِ تو
از بیانِ کفر و ایماں درگذر ... ذوقِ ایماں یاب ایں باشد ہنر
حکمِ کفر و حکمِ ایماں دیگر است ... ذوقِ کفر و ذوقِ ایماں دیگر است
از ضلالت شد مذاقِ کافراں ... از ہدایت شد مذاقِ عابداں

باشد از تقوی مذاق متقی ——— از ہوا باشد مذاق ہر شقی

از گناہ باشد مذاق معصیت ——— بے نوا باشد نوائے معصیت

نور ایماں از مذاق مصطفےٰ ——— نور ز ایماں از لقائے مصطفےٰ

روح اعظم ہست روح مصطفےٰ ——— برزخ کبریٰ محمد مصطفےٰ

از دیدارِ مصطفےٰ دین من است ——— دین ما بر دین او و دین من است

طاعتِ حضرتؐ کمال زندگی ——— خالف حضرتؐ وبال زندگی

در غبار پائے او عیدیت است ——— در حرم گاہ قدم سعدیت است

سرِ ذات است مظہر جملہ صفات ——— ذات پاکش رحمۃ للکائنات

جملہ افراد جہاں شد بہرہ ور ——— ہر یکے را حصۂ رحمش بر بر

از ثریٰ تا لامکاں تقسیم شد ——— ہر یکے را حصۂ تعمیم شد

خواہ حیوانی، جمادی خواہ نباتات ——— در بر ہر یک بود رحمی صفات

از خصوصِ حصہ امید غلام ——— زیر ظل دامن خیر الانام

دامنِ حضرتؐ گرفتہ می روم ——— پیش داور گاہ محشر می روم

از طفیل رحمت خود عفو کن ——— ایں سرِ شرمندگاں را عفو کن

درگذر از کارِ بد کردارِ من ——— درگذر از بارِ نا بردارِ من

جز ندامت ہیچ نآرم پیش تو ——— جز ندامت من ندارم نیک خو

در لباس حرف نام خود نورد ——— در قبائے اسم اللہ نورد

پیش حضرتؐ آورہ شرمندہ را ——— از خجالت سر بہ پا افگندہ را

تا بہ بیند روئے محبوبِ حبیب ——— از شفاعت کن رہا مردِ غریب

مغفرت سرمایۂ جملہ حیات ——— ہیچ سرمایہ ندارم غیر ذات

ذاتِ حق سرمایۂ کون و مکاں ——— رحمتِ حق مایۂ دین و ایماں

تکیہ گاہم نیست جز غفران تو
عفو گاہم نیست جز غفران تو

تکیہ گاہم نیست غیر ذاتِ تو
کار گاہم نیست غیر ذاتِ تو

از کمال ذات فارحم حالنا
از صفات ذات اصلح حالنا

از کمال عجز تقصیر غلام
عفو کن یا رب ز فضل با تمام

شانِ احمدیؐ

اے تمیز واجب و ممکن توئی
اے عزیز از واجب از ممکن توئی

برزخ کبریٰ میان خلق و حق
نعمت علیا ز حق از بہر حق

مظہر اوصاف ربانی توئی
بندۂ الطاف رحمانی توئی

اے نزولت رحمۃٌ للعالمین
اے وجودت برکۃٌ للعالمین

اے کہ غمخوار گناہگاراں توئی
اے خبر دارِ سیاہ کاراں توئی

اے ز رویت جلوۂ ہر جلوہ گیں
اے ز تارت نغمۂ ہر نغمہ گیں

اے بیانِ راز دا اسرارِ خدا
اے مقام ناز و کردار لقا

رونقِ شہر مدینہ از شما
زیور ایں شہر مکہ از شما

شہرت اہل عرب ذاتِ شما
شوکت اہلِ عرب ذات شما

بو العجب اندر عرب جو دِ شما
بو الکرم از اندر عَلَم بود شما

منزل تنزیل یزدانی توئی
مایۂ احکام قرآنی توئی

نور قرآں روشن از نور شما
روز ایقاں شور از شور شما

اے عنایت کردہ ذاتِ غفار
اے شرافت مژدۂ پروردگار

اے خریدار غلامانِ مکاں
پرورش دارِ ز فیض لامکاں

درگاہت دار ایں شرمندہ را ‏ روز محشر ایں دل ترسندہ را
نقطۂ فکرش جلال است و جمال ‏ ایں عبادت لازوال و باکمال
از عکوس شمس دیں شاکر شدم ‏ از مکاں تا لامکاں سائر شدم
شرق دل بازشمسِ دیں روشن شدہ ‏ اے غلاما! غرب تن گلشن شدہ

حقیقت عبادت

تصور میں سدا رہنا عبادت اسکو کہتے ہیں ‏ خودی کو چھوڑ کر جانا ریاضت اسکو کہتے ہیں

مقام تعارف صفات

ایں نظام کائنی زورِ صفات ‏ شور اسماء است اندر کائنات
مظہر ذات است اوصاف کمال ‏ مظہر اوصاف اسمائے جلال
مظہر اسماء است افعالی طرف ‏ مظہر افعال آثاری طرف

تعریف دُنیا

از دنی دُنیا کہ نزدیک فنا ‏ ختم خواہد بود ایں دار فنا
ایں حیات اندازہ شد در دو نفس ‏ یعنی آں وقفہ میان دو نفس
اندروں رفتن امید زندگی ‏ چوں بروں آید نوید مردگی
زندگی اندر میان دو نفس ‏ بے خبر از سال و ماہست ایں نفس
ہر نفس از ذکر و فکر آباد دار ‏ روح را خورسندہ و شاداب دار
بر رہِ دستور اہل نقشبند ‏ نفس بندار عشق بند نقش بند

اصطلاحات نقشبندیہ

نظر بر قدم

سرمہ زاغ غبار قدمے راہ رواں ‏ نظرش بر قدمست حافظ نورایمان

ما زاغ البصر

ہر آنے جانے کی نظر کی روشنی کے لیے آپ کے قدموں کا غبار سرمہ ہے۔ یعنی اپنی نظر نیچی رکھے تاکہ عجائبات دنیا کا نقش دل پر نہ آئے۔

سرورِ چشم و نگاہ از نظرت بر قدمت
علاج حافظ خاطر نظرت بر قدمت

استحضار محافظت کے لیے اپنی نظر کو اپنے قدموں پر رکھتا ہے۔

معنده بر سر را ہے کہ عین بازار است
کجا امان ایمان است منظر ناراست

راست و چپ پس و پیش تو غارت دلہا
کجا سلامت رخت حضور ناپیدا

ہوش در دم

ہر نفس ہر دم زہوش آباد باش
اندرانه بیروں خدا را یاد باش

حق تعالیٰ در نظر دارد ترا
پس چساں باشد غفلت مر ترا

خلوت در انجمن

ظاہر با خلق باطن با خدا
بر سر بازار و عشق دلربا

کاروانِ دل رواں رہ در سفر
تن میانِ انجمن در شور و شر

از جمال یار باید باخبر
مروت دلدار باشد ایں ہنر

از وفا پیدا شود دلبستگی
تارِ زلف تار کن پابستگی

دل کے حضور سے تعلق مع اللہ بن جاتا ہے اور صفات کے تصور سے معرفت ذات پیدا ہوتی ہے۔

بازگشت

درمیان ذکر می باید دعا
در اجابت کار دار دایں دعا

از خدا می خواه رضائے ذوالجلال ذوالجلال و ذوالکمال و ذوالجمال

پاس انفاس

یک نفس غافل مشو از یادِ حق تا بدل پیدا شود از یادِ حق
مُردِہ دل باشد حیات غافلاں مُردہ جاں باشد حیات غافلاں

سفر در حضر

با قرار و باسکون و با وقار با تصور با تفکر بار بار

طناب

ایں طناب دل بہ دلبر بستہ دار از سرور و سوز خود پیوستہ دار
ایں بود دستور فیض سید پور تاب نورش، در غلامی قید شور
نورالیقاں را قوت از سید پور نور عرفاں را عزت از سید پور
نور دل از نور دلدار من است سوز بلبل سوز گلزار من است
آں عطائے حق خزینہ اش سید پور آں بقائے حق دفینہ اش سید پور

من چسانم شکر آں فیض کرم
از شعاع نور عالم در کرم

چہار منزل از چہار حروف اسم ذات قطع شود در وقت ادائے ذکر و فکر حضوری

۱- ناسوت — از الف ۲- ملکوت از لام اوّل مدغم
۳- جبروت — از لام ثانی مدید ۴- لاہوت از حرف ہا

از الف اوّل قلم بردا شتن رخصت از ناسوت خود پندا[شتن]

گام ثانی لام باشد ومد است — منزل حد ملکوت آمد است

گام ثالث لام مدغم با مدید — زورق ما تا جبروت می کشید

دور ها در راه لاهوتم قرار — ختم رفتار زیارت فکر یار

سیر الی اللہ ختم شد بر حرف ھاء — سیر من اللہ شد نزول از حرف ھاء

درمیان ہر دو سیر است اسم ذات — چو دلال آگاه رمز وصل ذات

طالب عبدیت از ناسوت آغاز — طالب تربیت از لاہوت آغاز

عبدیت مائل بسوئے تربیت — تربیت مائل بسوئے عبدیت

تربیت عاشق مرادش عبدیت — عبدیت عاشق مرادش تربیت

ہر دو عاشق ہر دو معشوق العجب — ہر دو طالب ہر دو مطلوب العجب

ہر یکے مسرور از سیر خود است — ہر یکے مشکور از سیر خود است

عبدیت را تحفۂ از بندگی — تربیت را تحفۂ پروردگی

عاشق عبدیت از ناسوت رفت — دلبر تربیت از لاہوت جفت

در مقام منزل لام مدید — عاشق مہجور روئے یار دید

از خودی بیخود ز سکر وصل یار — در آغوش یار با عزّ و وقار

اسم ذات است معراج اہل ہمتاں — اسم ذات است تاج و راج عاشقاں

اسم ذات است نار برق روئے یار — از تعلق یلب دل شد نور و نار

آں تعلق بستہ با رخسار یار — تربیت یارب ز نام خود بیار

آں خیالش بستہ با ذات غفار — غایت جملہ عبادت بے شمار

در عبادت بیش و کم باشد شمار — بیشمار است بے حساب است رُوئے یار

پور سید پوری غلام دلفگار — ذوقیت دائم ز نام خود بیار

تا حشر زخم دلش ناسور دار — تا بہ زخمش دُور از کافور دار

اسم ذات است از نزولات اِلٰہ
سیر من اللہ سیر الی اللہ از اِلٰہ

صبغۃ اللہ از دو حرف لا اِلٰہ
در لباس خلق اثبات اِلٰہ

نازو نعمت ساز و داغ ایں جہاں
دغدغہ وصل بر عاشقاں

از مذاق حول و قوت شمہ گیر
مظہر تکوین حق از تسمہ گیر

در شہادت جملہ تنزیلات اند
ہر چہ بینی جملہ رنگ ذات اند

منازل در جسم

جسم ذاکر منزل ناسوت شد
ذکر ذاکر منزل ملکوت شد

جملہ حسنیٰ اعلےٰ اسمائے کرام
از جبروت است اورا دتمام

خیال و فکر ذات لاہوتی مقام
با حضور و با سرور ایں نیک نام

گر بہ بیداری بود کیسے بود
انجذاب و سکر موہوبی بود

اختیار از حال بیداری بود
اضطرار از حال سکرانی بود

ہر دو محبوب است نزد یارب فرد
ہر دو مقصود است نزد یارب فرد

پائیدار اندر غلامی ایں غلام
یا کثیر العفو با فضل تمام

اختصارِ باتکرار

ذات اقدس　　　　اسمِ ذات اقدس

روح باشد از دیدار اندر خرام
جسم از تکرار می دارد آرام

جسم را از اسم قوتِ زندگی
روح را از فکر زیبِ زندگی

روح از دیدار در فرخندہ گی
جسم از تکرار دارد خندہ گی

روح را دیدار روئے یار لبس
جسم را تکرار نام یار لبس

روح فارغ از دیدار اندر لقا
جسم شاغل کار و بارش در دعا

وا ذکرُ اسم جسم را فرمان شدہ
وا قترب صم روح را فرماں شدہ

اِقترَب روزگارِ روحانی بود
ذکر از کردارِ جسمانی بود

ذکر آمد بہر تکمیل حضور
فکر آمد بہر تکمیلِ سرور

چوں حضورش آمدہ بالغ شدہ
از تعین شغلہا فارغ شدہ

از ضرورت تعینِ شغل و تقلید سلاسل دل غلام فنا

حاضری دادہ بہر کیفے کہ ہست
ناظری بادا بہ ہر طرزے کہ ہست
تاب سید پوری تنتاب دل گرفت
نور او بلب غلامان دل شگفت
دولت ملک سلمان با قلندر بخش دار
روزی عبدے رزاق از رزق لدنی بخش دار

ببیان روح

از مقام روح باشد افتتاب
از مقام جسم باشد اکتساب
از کمال روح دیدارش بود
از کمال جسم اذکارش بود
از کمال جسم سستش از ہوا
از کمال روح از غیر ھوا
روح در روحانیاں دارد قیام
جسم در ناسوتیاں دارد قیام
روح از وصال برخوردار شد
جسم از وجال خود بیزار شد
روح آمدہ است از امر امیر
جسم در زنجیر ار کانش اسیر
روح را جسم لطیف و ناثیر است

جسم را جسم کثیف ظالم است
روح حیوانی ایرا دے در دل ہست
ہر چہ خواہد کرد تن آں کرد دل ہست
مظہر کردار دل اعضاء شدہ
مظہر اعضاء اثر برپا شدہ
روح طبعی را مقام اندر جگر
از جگر در ہر طرف کردہ گذر
مظہرش تدبیر جسمانی بود
پرورش تلوین ارکانی بود
روح انسانی عسا سے در دماغ
از دماغش سیر او در باغ و راغ
مظہرش سود و زیاں تیغ و لاغ لہو و لعب
از ہوش سرگشتہ سوئے میخ دماغ سردی گرمی
روئے امری آلہ ہر یک شدہ
کاروبارش باعث ہر یک شدہ
جلوہ شد شمس نواحِ سیدپور
گرم شد جانِ غلام سیدپور
رحم باید صوفیا بر جانِ خود
تا نسوزی پر و بالِ جانِ خود
انتہائش رفتہ تا عرش بریں
فکرش تابندہ در فرش مکیں

روح را دخل است در ہر طاعتے
در بنائے پنچ در ہر ساعتے

ذکر در احضار و تکرار مدام
دیده بر ذاتِ قدوسِ ذوالکرام

کبریائی در نماز ہر رکن
روح در کردار و تکرار رکن

جسم گرد کعبه در جولان گرمی
روح گرد ذات در جران گرمی

باش در احضار و تکرار اے تقی
باش در کردار گردش اے نقی

بندے خورد نوش بہر ذاتِ حق
خدمتِ روح است بہر ذاتِ حق

در زکاتِ تزکیۂ نفس شما
از عطائے مالِ حامل روح ورا

شرک ناسوتی زہ لا الٰہ رفت
روح را توحید الا اللہ جفت

دار و مدار ہر عمل بر نیت است
در عمل اعلیٰ صلاح نیت است

نیت ارادہ کارِ روح شد
ہر دو بار جسم کارِ روح شد

حاضر اندر کارِ ہائے نیک باش

ناظر اندر کارہائے نیک باش
نسبت سید پور اتباع سُنت
در نصیب اے غلاما ہر ساعت

معنیٔ محراب

معنیٔ محراب جنگ است و جدال
نفس و شیطان روح در جنگ و قتال
در محاذ معصیت نفس شریر
در محاذ طاعت است روحِ امیر
لشکر روح است اعمال حسن
لشکر نفس است اعمال مجین
ہر کے غالب شد تصرف مے کنند
خویش را جسم مصرف مے کنند
جسم غیر روح جمادی بود
بعد از ترکیب حیوانی بود
امتیاز اندر جماد و در حیوان
بعد از ترکیب روح آمد آعیاں
جسم ساجد سوئے کعبہ در نماز
روح ساجد سوئے ذات بے نیاز
جسم راکع سوئے کعبہ صورتاً

روح راکہ سوئے ذاتش سیرتاً

جسم باشد در طواف اندر مطاف

روح باشد در طوافِ بے مطاف

جسم را باشد طواف اندر مکان

روح را باشد طوافِ لا مکان

مدعائے جسم ناسوتی بود

مدعائے روح لاہوتی بود

ایں تمیز از نور فیض سید پور

در دلت احقر علا ماشد ظہور

روح زیر دامن سید پور بیاں

جسم اندر کار و بار ایں جہاں

کعبۂ جسم است کوئے پیر خود

کعبۂ روح است روئے پیرِ خود

تعریفِ عرب

ز حرفِ عین خواصاتِ ثلاثہ

ز افرادِ عرب آید کہ نہ آید

شجاعت یا سخاوت شعر خوانی

بہ نغم و ساز و سوز آید کہ نہ آید

از ایں عین عبرتِ توحید و تجرید

ز کثرت وحدتش آید کہ نہ آید
ز راز تنزیل رحمت سوئے کثرت
محمدؐ مصطفیٰ آید کہ نہ آید
ز تنزیلات ذات اوصاف و اسماء
بنی افعال کتاب آید کہ نہ آید
ز تأثیرات تکوینات امری
بکون بار رنگ و چند آید کہ نہ آید
این سنۃ نزلنا از راز رحمن
بمرحومان نزول آید کہ نہ آید
ز رحمان صورت این امکان گرفتہ
چون منظر در ظہور آید کہ نہ آید
ز حرف بار ز باری برکت خاص
ز املاک عرب آید کہ نہ آید
این حرف بار ز اعراب است موقوف
رموزِ وقفِ او آید کہ نہ آید
ز حرفِ بار کہ توفیقِ ہدایت
بہ تخصیص عرب آید کہ نہ آید
ز این حرف مبارک روح و ریحان
چون ترح راحم سنجان آید کہ نہ آید
شراب فیض خم سید پوری
بہ ایاغِ غلام آید کہ نہ آید

جَبلِ اُحُد

از الف عبرت شده توحید ذات
حرفِ حاهم دال شد بر حُبِّ ذات — جل شانہٗ
حرفِ دال آمد دلیل قربِ ذات
منظرِ کوہی بہ سیرت ذاتِ ذات
عاشقانہ این احد بر مصطفیٰ!
والہانہ جان سپردہ جاں فدا
مصطفیٰ را میل طبعی سوئے اُو
جبلِ عشق اُحُد شد روئے اُوؐ
عشق احمدؐ رحمتاً شد بر اُحُد
از اطاعت بر محمدؐ شد اُحُد

مسئلہ

اخگر عشقی بہ استعدادِ دل
از وفور قدرت آمد دادِ دل
چون جُدا خواہند گردد التہاب
شور و غوغا در طلب از تاو و تاب
عشق احمدؐ رحمتاً للعالمین
عشق احد طاعتاً للمرسلین
عشق احد سوئی اُو مشتاق بود
عشق اُحد سوئی او محتاج بود

ایں فراق من خدا عالم تر است
الله عافی غلام قاصر تر است
عشق را با عشق باشد کار و بار
ذوق را با ذوق اعنیٰ بارِ غار
عشق را با عشق دلدارے بود
ذوق را با ذوق خوش خوارے بود
گر نباشد ذوق دیدارش کجا
گر نباشد عشق از کاش کجا
عشق را از عشق باشد زندہ گی
ذوق را از ذوق باشد بندہ گی
گر نباشد عشق وصالش کجا
گر نباشد ذوق اخلاصش کجا
پیر سید پوریؒ منیر بدب دل
گر نباشد کے درخشند بیب دل
مظہر وصف خدا شد پیر من
مشرب سنت نما شد پیر من

مکۂ مکرمہ

حلقۂ میم بہر آں شہر آمین
قلعۂ امن است از امنِ آمین
حرف میم دائر حدود مکہ شد

نازو نعمت در حصارِ مکہ شد

عظمت و شوکت جلالت شانِ اُو
برکت و عزت متانت شانِ اُو

کاف مکہ منزل انوار حق
ہائے مخفی مرکزِ اسرار حق

ذات کعبہ صورتاً گشتہ متاب
درحقیقت مظہر ذات النزاب

دیدن مظہر دیدار ظاہر است
ناظر و منظر جلالِ ظاہر است

حصہ علوی کہ از کاف مکہ
سرفراز بد است اندر لا مکان

مغفرت فیضان گرفت از لامکان
منزلش نازل شدہ اندر مکان

قبلہ نورے مُربع در قبا م
از مکان تالا مکان نورِ تمام

انتہائے قبہ تا قدرۃ شدہ
بے نہایت گماریگر قدرۃ شدہ

از مکان زمزم و نور از لا مکان
درعیانش کعبہ شد زیب جہان

جسم ناسوتے زِ زمزم تازہ شد
روح لاھوتی زِ نورش فازہ شد

حاجیاں اندر مطاف اند صور تاً
در طواف ذاتِ ذات اند سیرتاً
کبریائے سطوت و عظمت جلال
حاجیاں چون مظہرش در فال جال
من ندانم بس خدا عالم تر است
بر حقائق جملاً قادر تر است
این غلام اندر غلامی کن شمار
با ستار و یا عزیز یا غفار
از زمین فوارہ زمزم بے قرار
از سما انوار نازل در قطار
حاجیاں سیراب از آب زلال
جسم و جان براقِ انوار جمال
از مکید ہر دو فیضاں زندہ گی
آن خزید اند مناسکِ بندہ گی

لفظ عشق

(حرف عین)

عین استعدادِ دل مائل شدن
در جمال بے زوال گھائل شدن
در ارادہ نقطہ دیدارِ یار
در حضورش حاضرش رخسار یار

دل بہ دلبر بستہ یکسوئی گرفت
سازو سوزش وصل و دلجوئی گرفت
زاں جہان و زایں جہان شد بے خبر
جز دیدارِ یار فارغ از ہنر
ور شگافِ دل سکونت در پذیر
خواہ بر خاکستر و خواہ در حریر

حرف شین

بے خبر از شین و شین از آں و ایں
فرشِ او حاوی است برعرشِ بریں
از شگرف در دو محبت در سرور
از حضور تا حضورے در حضور
بے خود است اندر وصال و در فصال
جز جمالش نیست اندر حالِ و چال
از وثاقِ عشق بر نہ آرد سباق
از فراق اندر شقاق اندر دقاق
عشق یک زخمی است از تیغ جمال
از جگر پیدا است ایں جالِ مجال
زخم گر غایر نشود دیوانگی
غیر غایر حالِ او فرزانگی
کاریگر در عشق شد تیر جمال

مثلِ لرزہ مار پیدا گشتہ حال
بے قرارے اضطرابی شد نشان
نال و زارے ناصبورے بہر عیاں
باعثِ آزارِ او ایں زخم شد
عائیشِ روزگارِ او ایں زخم شد

حرف ق

نارِ برقی از جمال برق وار
با ابرادِ دل چوں گشتہ ہم کنار
رُست از موت و حیات وھم خطر
بے خبر لیکن ز وردش با خبر
حال او سکرانہ وش مے حسِ شدہ
از حواسِ خمسہائے بے حس شدہ
غیر و اغیار جملگے گشتہ فنا
با دیدار یار یک سُو در بقا
عشق یک حالے است موہوب از عطا
غیر کیسے نا مُلوث اندر ہوائے
عشق روحانی کہ پاک است از ہوائے
عشق ارکانی ملوث اندر ہوائے
عشق لاھوتی عروجش لاز ماً
عشق ناسوتے نزولش لاز ماً

عشق ناسوتی است اسباب کمال
بہر کاھوتی جمالش بے زوال
حرف قاف است چوں شق العمر
مدتِ درد است از شق جگر
دلِ متفکر ذوقی او افکار ها
دلِ و ذکر ذوق او اذکار ها
از فرازش ناقراری آمده
ناقرار اندر قراری آمده

امنت باللہ

برمن از عقائد

جملہ عالم را خدا معبود است
بہر ذاتش ہر یکے مقصود است

یا مکین فرش و یا عرش علیٰ — طاعت ہر یک برائے یک خدا
ذات یکتا مالک اول آخر — ذات یکتا خالق جن و بشر
جملہ عالم زیرِ فرمان احد — تربیت ہر قسم از ذات احد
روح حیوانی جمادی یا نبات — ہر یکے از امر واحد در حیات
انبساط رزق ہم یا اقتدار — از عطائے یک خدا لیل و نہار
در علم خلقتے ز مخلوق با خبر — خواہ علوی خواہ سفلی در ثمر
یک ذرہ از علم او پوشیدہ نیست — یک ذرہ از خود بخود کوشیدہ نیست
علم و قدرۃ شامل موت و حیات — حکم حق شامل بہ کار حادثات
کار استعداد ضالۃ حکمۃ — نور استعداد اھدا لطفا"
شان تکوینی بر ہر کائن جدا — حکم تکوینی بر ہر لائن جدا
بے وزیر و بے مشیر است کار او — نیست اندر کار کردن یار او
ذات او غالب بہ امر او بود — ذات او عالم بہ اِمراو بود
آب و آتش خاک و بادش سرنگوں — پیش حکم اوست اندر چند و چوں
کار ارکان ار اکن حکم او — قدرِ اجسام جرائم علم او
حافظِ این بود و باش ذات احد — خالق عیش و نعم ذات احد

وملٰئکتہٖ

پر ملاک بندہ گان خاص او — بے نر و مادہ ز نورش ذات او

جسم شان پاک است از جسم کثیف — جسم شان نور است از نور شریف

خدمت عالم ز تدبیرش کنند! — در نظام تدبیر از امرش کنند

گون بگون شکلے کہ خواہد آن شود — چون بچون کیفے کہ خواہد آن شود

اپنا تصرف از عطائے کردگار — بہر تدبیر عالم لیل و نہار

مشائخ سلسلہ کا تعارف

(۱) شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین محبوب رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ۔

اقبال لاہوری نے فارسی کے ایک قدیم شاعر کا ایک شعر ایک لفظی تغیر کے ساتھ اپنے مجموعہ کلام میں شامل کیا ہے ؎

حمد بے حد مر رسولِ پاک را آنکہ ایماں داد مشتِ خاک را

غالباً اقبال کو اس کی تحریک ان الفاظ سے ہوئی ہو گی کہ انما انا قاسم واللہ یعطی۔ یعنی عطا تو اُدھر سے ہے مگر تقسیم تو اِدھر سے ہے۔ لہذا ایمان کا خزانہ ملا تو حضورؐ کے صدقے عرفان کی دولت ملی تو حضورؐ کے ذریعے ایقان کا گنج گراں مایہ ہاتھ آیا تو حضورؐ کے وسیلے سے۔ غرض جو کچھ ملا دینے والے نے اُسی ذات سے دلوایا۔ بھچیچارہ انسان حضورؐ کا تعارف کن الفاظ سے کرائے۔ کیوں نہ کہہ دے کہ ؎

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

۱۲ ربیع الاوّل کو مکہ مکرمہ میں تشریف آوری ہوئی اور مدینہ منورہ میں آرام فرما ہیں اور اس آرام گاہ کے متعلق بلاشبہ درست کہا گیا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

ارشاد: قل ربی اللہ ثم استقم

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ وفات ۱۷ جمادی الآخر ۱۳ھ

اسمِ گرامی عبداللہ، کنیت ابوبکر۔ افضل البشر بعد الانبیاء لقب دربارِ الٰہی سے "صاحبہٗ" کا لقب مِلا۔ ساتویں پُشت میں نسب حضورؐ سے ملتا ہے۔ مردوں میں سب سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہُوئے۔ تین پشتوں کو صحابیت کا شرف حاصل ہُوا۔ حضورؐ سے غایت درجہ کا عشق تھا۔ گھر، کنبہ، جائداد، مال سب کچھ حضورؐ پہ قربان کر دیا۔ سچ کہا اقبال نے

پروانوں کو چراغ عنادل کو پھول بس　　　صدیقؓ کے لیے ہے خُدا کا رسول بس

حضورؐ نے مرضِ وفات میں آپ کو اپنا جانشین بنا کر اپنے مصلّٰی پر کھڑا کیا۔ "خلیفۃ الرسول" صرف آپ کے لیے بولا گیا۔ اسلام لانے سے پہلے پاس چالیس۴۰ ہزار نقد موجود تھا۔ مسلمانوں کے حکمران کی حیثیت سے انتقال ہُوا تو گھر میں اتنا بھی نہ رکھا تھا کہ نیا کفن ہی خریدا جا سکتا۔ ایثار و قربانی کی یہ مثال کہاں ملے گی۔ بعد وصال اپنے محبوب کے پہلو میں آرامگاہ نصیب ہوئی۔

ساتھی غار، بدر و قبر۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ارشاد:۔ حماقتوں میں بڑی حماقت بدکاری ہے۔

اگر میری نصیحت مانو تو کسی اوجھل چیز کو جو آنکھ سے اوجھل ہو موت سے بڑھ کر دوست نہ رکھو۔

۳۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔　وفات۔ رجب ۳۶ھ

کنیت ابوعبداللہ۔ وطن فارس۔ پہلے آتش پرست تھے۔ پھر عیسائی بنے۔ کئی راہبوں کے پاس حق کی تلاش کے سلسلے میں رہے۔ آخری راہب نے انہیں نبی کریمؐ کا پتہ دیا۔ ایک قافلہ کے ساتھ مدینہ روانہ ہوئے۔ اہلِ قافلہ نے مدینہ کے یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ حضورؐ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت سلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بس حضورؐ ہی کے ہو رہے۔ آخر میں مدائن کے گورنر بنائے گئے۔ اُس وقت بھی کھجور کے پتوں کی صنعتی چیزیں بنا کر گذر او قات کرتے تھے۔

ارشاد : تعجب ہے دُنیا پر مر مٹنے والے پر حالانکہ موت اُسے ڈھونڈ رہی ہے۔
تعجب ہے اُس غافل پر جس سے غفلت نہیں کی گئی۔ اور تعجب ہے اُس ہنسنے
والے پر جسے اس کی خبر نہیں کہ اُس کا پروردگار اس سے خوش ہے یا ناخوش ۔
حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔

۴۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر وفات ۱۰۶ھ

حضرت امام زین العابدینؓ کے خالہ زاد بھائی اور مشہور فقہائے تابعین میں سے تھے۔
تربیت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پائی۔ علمِ باطن میں آپ کو حضرت سلمان فارسی سے انتساب
ہے۔ ستر سال کی عمر میں ۱۰۶ھ میں انتقال ہوا۔

۵۔ حضرت امام جعفر صادقؓ وفات ۱۴۸ھ مدینہ طیبہ

حضرت امام باقرؓ کے صاحبزادے ہیں۔ تبع تابعین میں سے ہیں۔ ان کی والدہ صدیق اکبرؓ
کی نواسی ہیں۔ آپ کامل صاحب زہد و ورع تھے۔ شہوات و لذات سے بے حد اجتناب
فرماتے تھے۔ مدینہ منورہ میں آپ ظاہری اور باطنی علوم کا مرکز تھے۔

ارشاد :۔ نیکی کامل نہیں ہوتی سوائے تین باتوں کے۔ اوّل جب نیکی کرو تو اسے بڑا نہ سمجھو۔
دوسرے اسے پوشیدہ رکھو۔ تیسرے اس میں تاخیر نہ کرو۔ کیونکہ جب تم خود اس کو بڑی
نہیں سمجھو گے تو اللہ کے ہاں بڑی ہو جائے گی۔ جب چھپاؤ گے کامل ہو جائے جب
جلدی کرو گے خوشگوار ہو جائے گی۔

۶۔ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ۔ وفات ۲۶۱ھ

نام طیفور بن عیسیٰ۔ پیدائش ۱۳۶ھ۔ آپ کی روحانی تربیت حضرت جعفر صادقؓ
سے ہوئی۔ تیس ۳۰ سال تک شام کے جنگلوں میں مصروف ریاضت رہے۔ آپ کو سات مرتبہ
وطن سے نکالا گیا۔ آپ اولیاء کے مقام کے متعلق گفتگو کرتے۔ اس پر حسین بن عیسیٰ قاضی وقت
نے انہیں شہر بدر کر دیا۔ اس کی وفات تک بسطام واپس نہ آئے۔

ارشاد:- (۱) میں نے اللہ کو اللہ ہی کے ذریعے پہچانا اور غیر اللہ کو اللہ کے نور سے
(۲) ایک عالم نے آپ سے پوچھا تمہارے اِس علم کا ماخذ کیا ہے؟ فرمایا۔ اللہ کی عطا اس کا ماخذ ہے۔ اللہ سکھانے والا ہے اور وہاں سے آیا جہاں کی نسبت نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ عَلَّمَهُ اللهُ مَا لَمْ يَعْلَمْ

(۳) میں نے تیس سال تک مجاہدہ کیا مگر بندہ پر کوئی چیز علم اور اس کی پیروی سے زیادہ دشوار نہیں دیکھی۔
(۴) متکبر شخص معرفت کی بُو تک نہیں پہنچ سکتا۔

سلوک سیکھنے کا سلیقہ:- ایک روز امام جعفر صادق نے فرمایا۔ بایزید اس طاق سے فلاں کتاب اُٹھا دو۔ عرض کیا طاق کہاں ہے؟ فرمایا اتنی مدت سے یہاں پڑے ہو ابھی تک طاق کا علم نہیں۔ عرض کیا میں یہاں نظارہ کے لیے نہیں آیا ہوں۔ میری نگاہ تو بس آپ پر جمی رہتی ہے۔ نگاہ اُوپر اُٹھانے کی کبھی سوجھی نہیں۔ فرمایا تم بسطام چلے جاؤ۔ تمہاری تکمیل ہوگئی۔ یہ ہے توحید کا مطلب

۷۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ وفات ۴۲۵ھ

نام علی بن جعفر۔ بطریق اویسیت حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ کی روح پرفتوح سے فیض اور خرقہ حاصل کیا۔ حضرت بایزید تیسری صدی کے اواخر میں وفات پا گئے تھے۔ جب آپ خرقان سے گزرتے تھے تو فرماتے کہ یہاں سے دوست کی خوشبو آتی ہے۔ چنانچہ کوئی سو سال بعد حضرت ابوالحسن پیدا ہوئے۔ محمود غزنوی کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔ حکیم بو علی سینا بھی آپ کی عظمت کا قائل تھا۔

ارشاد: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک فعل میں حضورِ اقدسؐ کی پیروی کی جائے۔
(۲) وہ دل جس میں غیر اللہ کی محبت ہو اگرچہ سراپا طاعت ہو مُردہ ہے۔

(۱۳) سماع آنکس را مسلم است کہ از بالائے وے تا عرش کشادہ بیند و از زیر تا تحت الثریٰ۔

۸ - شیخ ابو علی فارمدیؒ وفات ۵۱۱ھ۔ طوس

تصوف و سلوک میں خواجہ ابوالحسن خرقانی اور شیخ ابوالقاسم گرگانی سے انتساب ہے۔ حجۃ الاسلام امام غزالی (۵۰۵ھ) آپ ہی سے بیعت تھے۔ اور آپ ہی کے تربیت یافتہ تھے۔ ۴ ربیع الاوّل ۵۱۱ھ میں طوس میں وفات پائی۔

۹ - خواجہ یوسف ہمدانیؒ وفات ۵۳۵ھ مرو

کنیت ابو یعقوب ہے۔ خواجہ ابو علی فارمدی سے انتساب ہے۔ خرقہ شیخ عبداللہ جوینی سے لیا۔ شیخ حسن سمنانی کی صحبت میں بھی رہے۔ علوم شرعیہ سے خاص طور پر علم حدیث میں کامل دستگاہ تھی۔ واعظ اور مفتی تھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ آپ کی صحبت میں رہے اور خواجہ معین الدین چشتی بھی آپ کی صحبت میں رہے۔ آپ پانچویں صدی کے مجدد تھے۔ بغداد۔ اصفہان۔ سمرقند۔ بخارا اور خراسان وغیرہ کے لوگ آپ سے مستفید ہوئے۔

۱۰ - خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ وفات ۵۷۵ھ

آپ کا لقب خواجہ جہاں ہے۔ خواجہ یوسف ہمدانیؒ ان کے پیر صحبت و خرقہ ہیں۔ آپ بدعت سے سخت متنفر تھے۔ اور سنت کے کمال درجہ کے متبع تھے۔ طریقہ نقشبندیہ کے آٹھ کلمات ہوش دردم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن بازگشت۔ نگاہ داشت۔ یاد داشت۔ یاد کرد۔ آپ ہی کے مقرر کردہ ہیں۔

۱۱ - خواجہ محمد عارف ادیوگریؒ وفات ۶۱۶ھ

متابعت سنت، علم و حلم اور زہد و تقویٰ میں یگانۂ روزگار تھے۔ تصوف میں آپ کا ایک رسالہ "عارف نامہ" کے عنوان سے ملتا ہے۔

۱۱۔ حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رح

مولد و مدفن قصبہ ریوگر ہے جو بخارا سے اٹھارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ متابعت سنت علم و حلم اور زہد و تقوی میں یگانہ روزگار تھے۔ تصوف میں عارف نامہ آپ کا ایک رسالہ موسی زئی شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) میں موجود ہے۔ یکم شوال ۶۱۶ھ کو وفات پائی۔

۱۲۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رح

حضرت خواجہ عارف ریوگری رح کے افضل و اکمل خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کا مولد انجیری فغنی متصل بخارا واقع ہے۔ آپ نے بمقتضائے مصلحت ذکر جہر تعلیم کیا لیکن حضرت سید امیر کلال رح سے جب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رح بیعت ہوئے تو علما بخارا کو آپ نے حضرت سید امیر کلال رح سے رجوع کرایا۔ اور جب علماء نے ذکر جہر کو بدعت قرار دیا تو اس کے بعد ذکر خفی کی تعلیم ہونے لگی۔ ربیع الاول ۷۱۵ھ میں وفات پائی۔

۱۳۔ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رح

بخارا سے دو کوس پر قصبہ رامیتن میں پیدا ہوئے۔ لیکن آخر عمر میں بخارا میں آگئے۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔ اور انہی کے اشارہ سے حضرت خواجہ محمود رح کے مرید ہوئے تھے۔ اہل طریقت آپ کو حضرت عزیزان کہتے ہیں۔ آپ نساجی کیا کرتے تھے۔ کسی نے آپ سے کہا، ایمان کیا ہے؟ آپ نے اپنے پیشہ کے موافق فرمایا۔ کندن و پیوستن یعنی توڑنا جوڑنا۔ یعنی خلق سے توڑنا اور خالق سے جوڑنا۔ سالک آپ کی محبت سے ایک روز میں حقیقت کو پہنچ جاتا اور حضور طلب لے کر واپس جاتا۔ فرمایا مردوہ ہے جس کو تجارت اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہ کر سکے۔ اور آدھا مرد وہ ہے جس کے شغل میں ذکر قلبی کی بھی لذت آتی ہو

مگر وہ صرف اسی پر قناعت کرے۔ اور نامرد وہ ہے جو منافق ہو۔ یعنی ذکر کرے مگر خدا کے لیے نہ کرے۔ ۲۸ ذی القعدہ ۷۱۵ھ ایک سو تیس ۱۳۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ مرقد خوارزم میں ہے۔

۱۴ حضرت بابا سماسی رح

علاقہ رامین میں موضع سماس میں پیدا ہوئے۔ جو بخارا سے تو میل دور ہے حضرت شاہ نقشبند قدس سرہٗ کو آپ نے اپنی فرزندی میں قبول فرمایا تھا۔ اور فرماتے تھے یہ لڑکا عنقریب مقتدا ہوگا۔ آپ کو جذبات اور واردات الہی کے غلبہ سے اکثر وارفتگی طاری ہو جاتی تھی ۔
۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ کو سماس میں وفات پائی ۔

۱۵۔ حضرت شمس الدین امیر کلال رح

عالی نسب سید تھے۔ پیشہ زراعت تھا۔ مولد و مدفن قریہ سوخار ہے جو بخارا سے چھ میل دور ہے۔ آپ کو نوجوانی میں کشتی کا شوق تھا۔ ایک بار حضرت بابا سماسی رح کا گذر ان کے اکھاڑے سے ہوا آپ وہاں کھڑے ہوگئے۔ اور فرمایا اس معرکہ میں یہ ایک مرد ہے جس سے بندگان خدا کو فیض پہنچے گا۔ میں اسی کے شکار کے لیے کھڑا ہوں۔ حضرت سید صاحب بہت متاثر ہوئے اور حضرت بابا سماسی رح کی خدمت میں بیس ۲۰ برس رہے۔ پنجشنبہ ۸ جمادی الآخر ۷۷۲ھ کو انتقال فرمایا۔

۱۶۔ حضرت خواجہ خواجگان سید بہاؤ الدین نقشبندی رح

آپ طریقہ نقشبندیہ کے امام ہیں۔ کمخواب بافی کے پیشے کی وجہ سے یا اللہ کا نقش دلوں پر بٹھانے کی وجہ سے آپ نقشبند مشہور ہیں۔ حضرت امیر کلال رح سے فیض پایا۔ لیکن بطریقہ اویسیت حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رح سے مستفیض ہوئے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقہ کے مطابق نقشبندیہ طریقہ جو سہل بھی ہے آپ پر فائض ہوا۔ بخارا کے قریب قصر ہندوان میں آپ کی ولادت محرم ۷۱۸ھ میں ہوئی۔ اور وہیں شب دوشنبہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ وفات پائی۔

۱۷- حضرت خواجہ علاؤ الدین عطارؒ

حضرت خواجہ نقشبند کے اجل خلفاء میں سے ہیں ۔ اور آپ کے خلیفہ اوّل اور داماد بھی ہیں۔
علم شریعت میں کامل تھے۔ اور اتباع سنت اور عمل پر عزیمت میں ایک خاص شان رکھتے تھے ۔
۲۰ رجب ۸۰۲ھ کو وفات پائی۔ مزار مبارک موضع جغانیاں میں ہے ۔

۱۸- حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ

آپ کو حضرت شاہ نقشبند سے بیعت و اجازت ہے۔ مگر تکمیل آپ کی حضرت عطارؒ سے
ہوئی۔ آپ طریقۂ نقشبندیہ کے بڑے رکن تھے۔ علم تفسیر اور دیگر علوم دینیہ میں آپ کی تصانیف
بھی ہیں۔ ۵ صفر ۸۵۱ھ کو وفات پائی ۔

۱۹- حضرت مولانا عبید اللہ احرارؒ

آپ کی ولادت رمضان المبارک ۸۰۶ھ باغستان تاشقند میں ہوئی۔ آپ کو نسبت باطنی
خواجہ یعقوب چرخیؒ سے ہے۔ آپ اس صدی کے مجدد تھے۔ کاشتکاری آپ کا پیشہ تھا۔
مولانا جامیؒ آپ کے خلفا میں سے ہیں۔ آپ بھی اس طریقہ نقشبندیہ کے اماموں میں سے ہیں آپ
کے پاس دنیوی اسباب اور کارخانہ بہت تھا۔ چنانچہ آپ کے گھوڑوں کے باندھنے کی میخیں
سونے یا چاندی کی تھیں۔ لیکن ان سے تعلق بالکل نہیں تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے تھے۔ کہ میخیں مٹی میں
گاڑی جاتی ہیں نہ کہ عارف کے دل میں۔ آپ نے ربیع الاول ۸۹۵ھ میں وفات پائی مزار مبارک
سمرقند میں ہے۔

۲۰- حضرت مولانا محمد زاہدؒ

خواجہ احرار کے خلفاء میں سے ہیں۔ مولانا چرخیؒ کے غالباً نواسے تھے۔ آپ کا سلوک ایک
ہی مجلس میں تمام ہوگیا تھا۔ وفات ربیع الاول ۹۳۶ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک موضع وخش ملک
حصار میں ہے ۔

۲۱- حضرت مولانا محمد درویش رح

مولانا محمد زاہد کے بھانجے اور خلیفہ ہیں۔ ورع۔ تقوی۔ تحمل عزیمت و حفظ نسبت میں شان عظیم رکھتے تھے۔ درس قرآن مجید دیا کرتے تھے۔ وفات محرم ۹۷۰ھ میں ہوا مزار اسفرائن میں ہے۔

۲۲- حضرت خواجہ محمد امکنگی رح

حضرت مولانا محمد درویش کے صاحبزادے اور خلیفہ ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ ترین اور قابل تقلید یادگار تھے۔ ولادت ۹۱۸ھ اور وفات ۱۰۰۸ھ میں ہوئی مزار مبارک موضع امکنگ میں ہے۔

۲۳- حضرت خواجہ بے رنگ محمد باقی رح

آپ کا وطن سمرقند ہے۔ ولادت کابل میں ہوئی۔ آپ اس طریقہ کے پہلے بزرگ ہیں جو ہندوستان تشریف لائے۔ کچھ دن لاہور رہنے کے بعد دہلی میں قیام کیا۔ چالیس سال کی عمر میں ۲۵ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ کو وفات پائی۔ مزار مبارک دہلی میں ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارے طریقہ کا مدار تین باتوں پر ہے۔ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ پر جا رہنا دوسرے آگاہی۔ تیسرے عبادت۔

۲۴- امام ربانی محبوب صمدانی خواجہ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رح

آپ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ صاحب رح کے خلیفہ ہیں۔ ولادت شریف ۹۷۱ھ بمقام سرہند ہوئی۔ قرآن حفظ کرنے کے بعد آپ اپنے والد ماجد اور دیگر علمائے سرہند سے علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ حدیث کی کتابیں شیخ یعقوب کشمیری رح سے پڑھیں۔ اور سلسلہ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، کبرویہ وغیرہ کی اجازت اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ نیز قادریہ سلسلہ کی نسبت اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کا خرقہ بواسطہ شاہ کمال کیتھلی رح اور حضرت شاہ سکندر کیتھلی رح سے حاصل کیا۔ والد کی وفات کے بعد آپ خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ آپ کے خوارق و کرامات بے شمار ہیں۔ اتباع سنت اور بدعت سے پرہیز اور عزیمت پر عمل آپ کے طریقہ کی بنیاد ہے۔ آپ گیارہویں صدی کے مجدد تھے۔ جہانگیر نے سجدہ تعظیمی کے انکار پر آپ کو گوالیار

میں قید کردیا لیکن بعد میں خواب میں تنبیہ ہونے پر رہا کر دیا۔ اور مرید ہوا۔ ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ میں وفات پائی۔ مزار مبارک سرہند میں ہے۔

۲۵۔ خواجہ آدم بنوری رح

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ سید حسینی ہیں۔ آپ کی خانقاہ میں ایک ہزار طلباء کھانا کھاتے تھے۔ شاہجہان بادشاہ کو خدشہ ہوا کہ عوام میں یہ مقبول ہو رہے ہیں کہیں سلطنت پر قبضہ نہ کرلیں۔ جب اس بدگمانی کا پتہ آپ کو لگا تو آپ مدینہ شریف تشریف لے گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک قریب روضہ امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ کے ہے۔

۲۶۔ حضرت شیخ سعدیؒ

آپ حضرت بنوریؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ ان کے فیوض سے کئی ملکوں کو فائدہ پہنچا ہے۔ انہوں نے اپنے وقت میں لوگوں کی اصلاح کے لیے جان و مال کی قربانی کی اور آخر ہزاروں لوگوں نے ان سے فیض حاصل کیا۔

۲۷۔ خواجہ یحییٰ رح

یہ حضرت سعدیؒ کے خلیفہ ہیں۔ آپ اٹک ضلع پشاور کے رہنے والے تھے۔ آپ کامل ولی گذرے ہیں آپ کے متعلق مشہور ہے۔ کہ بادشاہ وقت نے آپ سے کہا کہ ہم دریا میں قلعہ کا ایک بازو بنانا چاہتے ہیں۔ یحییٰ رح نے فرمایا۔ اے دریا پیچھے ہٹ جا دریا فوراً پیچھے ہٹ گیا اور جب قلعہ کا بازو تعمیر ہو ہوگیا۔ تو فرمایا، "آٹھیک" یعنی دا اَرلم سے آ تو عباسین دریا حسب معمول جاری ہوگیا۔ جو آج تک ہمارے لیے زندہ مثال ہے۔ یہ قلعہ آج بھی موجود ہے۔ اور مزار مبارک بھی وہیں ہے۔

۲۸۔ حضرت عبدالشکور رح

نوشہرہ کے رہنے والے ہیں۔ آپ بہت کامل ولی گذرے ہیں۔ آپ کی فیوضات کابل۔ قندھار۔ لنڈی کوتل۔ ہزارہ کی اطراف تک پھیلی ہوئیں تھیں۔ غرضکہ ہزاروں لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا آپ کا مزار پشاور میں ہے۔

اوراد و ظائف سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ

I- برائے حفظ دارین۔ روزانہ ایک مرتبہ

۱- أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوبُ إِلَيْهِ ---- ۱۰۰ مرتبہ

۲- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ .... ۱۰۰ مرتبہ

۳- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ .... ۱۰۰ مرتبہ

۴- لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ .... ۱۰۰ مرتبہ

۵- يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ ... ۱۰۰ مرتبہ

۶- لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ .... ۱۰۰ مرتبہ

۷- لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَادِقُ الْوَعْدِ الْاَمِيْنُ ...... ۱۰۰ مرتبہ

۸- وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ .... ۱۰۰ مرتبہ

۹- حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۱۰۰ مرتبہ

۱۰- فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۱۰۰ مرتبہ

۱۱- لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ... ۱۰۰ مرتبہ

۱۲- حَسْبِيَ اللّٰهُ الْحَسِيْبُ .... ۱۰۰ مرتبہ

۱۳- حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ .... ۱۰۰ مرتبہ

۱۴- اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ ۱۰۰ مرتبہ

۱۵- رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا .... ۱۰۰ مرتبہ

۱۶- يَا اللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اَنْ لَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ بِحُرْمَةِ عِزَّتِكَ ... ایک مرتبہ

يَا مُعِزُّ ۳۰۰ مرتبہ

برائے تجدید ایمان روزانہ ایک مرتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

۱- آیۃ الکرسی :- اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۔ لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوۡمٌ ط لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ط مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ ط یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡھِمۡ وَمَا خَلۡفَھُمۡ وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ کُرۡسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ط وَلَا یَئُوۡدُہٗ حِفۡظُھُمَا وَھُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ہ

۲- اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡہِ مِنۡ رَّبِّہٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ط کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ ط لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِہٖ ط وَقَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَھَا لَھَا مَا کَسَبَتۡ وَعَلَیۡھَا مَا اکۡتَسَبَتۡ ۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعۡفُ عَنَّا وَاغۡفِرۡ لَنَا ۔ وَارۡحَمۡنَا اَنۡتَ مَوۡلٰنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ہ

۳- شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالۡمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الۡعِلۡمِ قَآئِمًا بِالۡقِسۡطِ ہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ہ وَاَنَا اَشۡھَدُ بِمَا شَھِدَ اللّٰہُ ہ

۴- قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الۡمُلۡکِ تُؤۡتِی الۡمُلۡکَ مَنۡ تَشَآءُ وَتَنۡزِعُ الۡمُلۡکَ مِمَّنۡ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ بِیَدِکَ الۡخَیۡرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ہ

رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُؤْتِيْهِمَا مَنْ تَشَاءُ
وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ اِرْحَمْنِیْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِیْ بِهَا عَنْ
رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ
وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَنْ مَنْ سِوَاكَ بِحُرْمَتِهٖ تُوْلِجُ اللَّيْلَ
فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ
الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ
بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

۵ - قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَا اَنْتُمْ
عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ ۝ وَلَا اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَا اَنْتُمْ
عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِیَ دِيْنِ ۝

۶ - اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ
فِیْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ
كَانَ تَوَّابًا ۝

۷ - قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

۸ - قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ
اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ
حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

۹ - قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ يُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ
النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

١٠- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ اٰمِيْن

١١- اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ۝

١٢- لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ -

١٣- لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ - لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَ هُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُوالْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ - بِيَدِهِ الْخَيْرُ - وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ ۝

١٤- اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْ خَطَاءً سِرًّا اَوْ عَلَانِيَةً وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ لَا اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَ سَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

١٥- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ -

١٦- اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَّ اَنَا اَعْلَمُ بِهٖ وَ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ

وَ تَبَرَّأْتُ مِنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْكِذْبِ وَالْغِيْبَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُهْتَانِ وَالْمَعَاصِيْ كُلِّهَا وَالْبِدْعَةِ أَسْلَمْتُ وَأَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

١٧- اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ -

١٨- اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَائِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ -

١٩- اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ - اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ وَاِنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تُقَرِّبْنِيْ اِلَى الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ اِنِّيْ لَا اَتَّكِلُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ لِيْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُوَفِّيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ - وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○

٢٠- اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَبِكَ الْمُسْتَغَاثُ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ○

٢١- سُبْحَانَ الْاَبَدِيِّ الْاَبَدِ - سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ -

سُبْحَانَ الْفَرْدِ الصَّمَدُ سُبْحَانَ رَافِعِ السَّمَاءِ بِغَيْرِ عَمَدٍ سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الْأَرْضَ عَلٰی مَاءٍ جَمَدٍ سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الْخَلْقَ فَاَحْصٰهُمْ عَدَدًا۔ سُبْحَانَ مَنْ قَسَمَ الرِّزْقَ وَلَمْ يَنْسَ اَحَدًا۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّ لَا وَلَدًا۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔

(۳) برائے حسنِ آغاز یوم

فجر کی سنتوں اور فرض کے درمیان۔

سُبْحَانَ الْجَلِيْلِ الْاَجَلِّ۔ سُبْحَانَ الْوَاسِعِ الْغَنِيِّ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ۔ سُبْحَانَ اللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ اَسْتَغْفِرُ اللهَ اَسْتَغْفِرُ اللهَ۔ اَسْتَغْفِرُ اللهَ۔ اَللهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا۔ ۳ بار

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَسُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ وَسُبْحَانَ اللهِ رِضَاءَ نَفْسِهٖ وَسُبْحَانَ اللهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ۔

رَضِيْتُ بِاللهِ رَبًّا وَّ رَحِيْمًا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَّ رَسُوْلًا وَّ بِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَّ بِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً وَّ بِالْمُؤْمِنِيْنَ اِخْوَانًا ۳ بار

(۴) مسبحات عشرہ بعد نماز فجر و عصر

(۱) سورۃ فاتحہ (۲) آیۃ الکرسی

(۳) اٰمَنَ الرَّسُوْلُ تا آخر سورہ (۴) قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ

(۵) سورہ اخلاص (۶) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

۷۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ

۸۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ۔

۹۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا ۔ وَاغْفِرْ لِمَشَائِخِنَا وَلِاَحِبَّنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتِ ۔

۱۰۔ اَللّٰهُمَّ افْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَا اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلٰنَا مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمْ

شجرہ منظومہ

بخشدے یارب تجھے اپنی رضا کا واسطہ
رحم کر مجھ پر محمدؐ مصطفےٰؐ کا واسطہ
عشق دے یارب مجھے صدیق اکبرؓ کیلئے
فقر دے سلمانِؓ محبوب پیغمبر کے لئے
حضرت قاسمؒ کے صدقے سب کی بگڑی کو بنا
حضرت جعفرؒ کے صدقے کر منور دل مرا
قرب اپنا کر عطا بہر جناب بایزیدؒ
بوالحسنؒ کے واسطے لطف و کرم ہم پر مزید
کر دے مری مشکل کو حل بہر جناب بوعلیؒ
اور منور چشم کر روئے محمدؒ سے مری
اے خدا دکھلا جمال یوسفیؒ کی اک جھلک
خواجہ یوسفؒ ولیؒ حق نما کی اک جھلک
دل مرا نورِ ولایت سے سدا پُر نور کر
بہر حضرت عبد خالقؒ خاتمہ بالخیر کر
بہر حضرت عارفؒ عرفان کر مجھ کو عطا
حضرت محمودؒ کی یارب محبت کر عطا
از پئے خواجہ علیؒ مجھ کو دل دیوانہ دے
از پئے بابا سماسیؒ فقر در ولیشانہ دے

واسطہ پیر کلالؒ زاہد عالی وقار
حرصِ دُنیا کو مرے بت خانۂ دل سے نکال
بہر بہاؤ الدینؒ کر روشن قلوب سالکین
صدقہ علاؤ الدینؒ کا مجھ کو نہ رکھ اندوہگیں
ہو سکون قلب عطا یعقوبؒ چرخی کے طفیل
حضرت احرارؒ کے صدقے میں دھو دے دل کا میل
حضرت زاہد کے صدقے کر عطا اپنی دِلا
حضرت درویش کے صدقے میں دے حالِ گدا
حضرت امکنگیؒ کے صدقے دور کر دے ماسوا
حضرت باقیؒ کے صدقے دے بقا بعد الفنا
بہر انوارِ جمال شیخ احمدؒ شرفِ دیں
بعد رحلت مرحمت فرما ہمیں خلدِ بریں
آدمِ بنوریؒ کا صدقہ دکھا کوئے رسولؐ
بس رہی ہے جس میں اب تک بوئے گیسوئے رسولؐ
بخشدے شیخ سعدیؒ کے لئے میری خطا
واسطہ خواجہ یحییٰؒ اپنی الفت کر عطا
بہر حضرت عبدالشکورؒ شکر کی توفیق دے
واسطہ عبدالرزاقؒ رزق وافر کر عطا
کھول دے دل کی کلی شیخ محمدؒ کے لئے
سرخرو رکھ دو جہاں میں مجھ کو اے میرے خدا
اے خدا بہر جناب فقیر محمدؒ پارسا

کر مجھے ایمان اور توحید کی دولت عطا

اے خدا بہر جناب شمس الدینؒ نائب شمس الضحےٰ

حشر میں ہم عاصیوں کو ظلِ رحمت میں چھپا

اے خدا کیا نام پیارا ہے تیرے مجنوں کا

یعنی ربانی غلام ہے صاحبِ سکر و فنا

اے خدا بہر جناب جملہ پیرانِ عظام

وقتِ آخر نزع کی تکلیف سے مجھ کو بچا

اے خدا صدقے ہیں ان ناموں کے ہم کو شاد کر

کفر کو برباد کر اسلام کو آباد کر

٥

طبع ——— اوّل

تعداد ——— ۱۰۰۰

ناشر ——— ادارہ نقشبندیہ اویسیہ چکوال

ہدیہ ———

مطبع ——— شرکت پرنٹنگ پریس۔ لاہور

سول ایجنٹ ——— مدنی کتب خانہ گنپت روڈ لاہور